ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲/جولائی ۱۹۹۹ء شمارہ ۲۷

۱۷/ربیع الاول ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲/وفا ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

نرمی کرو، نرمی کرو که تمام نیکیوں کا سر نرمی ھے

جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو

ہوشیار ہو جاؤ اور اس پُر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے

"خُذُوا الرِّفْقَ اَلرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأسُ الْخَيْرَاتِ۔ نرمی کرو، نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے"۔

(تحفه گولڑویه ، روحانی خزائن جلد ۱۷ مطبوعه لندن صفحه ۷۵)

"اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ در حقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھیرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے" وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو"۔ (تحفه گولڑویه، روحانی خزائن جلد۱۷ مطبوعه لندن صفحه ۷۵ حاشیه)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

دوستو! تم اس مسافرخانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ"۔

(اربعین نمبر ۴ ،روحانی خزائن جلد ۱۷ مطبوعه لندن صفحه ۴۴۲،۴۴۳)

تکبر سے مت چل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا" تو اپنے گال لوگوں کے سامنے غصہ سے مت پھلا اور زمین میں تکبر سے مت چل۔ اللہ یقیناً ہر ایک شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا"۔ (سورة لقمان آیت ۱۹)

سراپا محبت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب میں بیاہ کر آئی تو حضور ﷺ کے گھر میں بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی تھیں جو میرے ساتھ مل کر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضورؐ گھر تشریف لاتے (اور ہم کھیل رہی ہوتیں) تو میری سہیلیاں حضور کو دیکھ کر ادھر ادھر کھسک جاتیں لیکن حضورؐ ان سب کو اکٹھا کر کے میرے پاس لے آتے اور پھر وہ میرے ساتھ مل کر کھیلتی رہتیں۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب حضورؐ جنگ تبوک سے واپس آئے یا شاید یہ اس وقت کی بات ہے جب حضورؐ خیبر سے واپس آئے تو حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے صحن میں ایک جگہ پردہ لٹک رہا تھا ہوا کا ایک جھونکا آیا تو اس پردہ کا ایک سرا ہٹ گیا۔ اس پردہ کے پیچھے حضرت عائشہؓ کی گڑیاں رکھی تھیں۔ پردہ ہٹا تو وہ نظر آنے لگیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری گڑیاں ہیں۔ حضور کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا کھڑا ہے جس کے چمڑے کے پر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ان گڑیوں کے درمیان کیا نظر آرہا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے پوچھا (پروں کی طرف اشارہ کر کے) کہ گھوڑے کے اوپر یہ کیا چیز ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ پر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا بھئی تعجب ہے پروں والا گھوڑا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کا بھی ایک گھوڑا تھا جس کے بہت سے پر تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو حضور بے اختیار ہنس پڑے اور ایسی شگفتہ کھلی ہوئی ہنسی کہ حضورؐ ہنسے تو دہن مبارک اتنا کھل گیا کہ مجھے حضورؐ کے سامنے کے آخری دانت بھی نظر آنے لگے۔ (بخاری کتاب الادب باب اللعب بالبنات)

خلافت ثالثه کے دور میں شهید هونے والے متفرق احمدیوں کی شهادت کا نهایت دلگداز تذکره جنهوں نے صبروثبات اور استقامت کے حیرت انگیز نمونے دکھائے

سفاک قاتلوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے عبرتناک سلوک کے لرزہ خیز واقعات

(خلاصه خطبه جمعه ۱۸/جون ۱۹۹۹ء)

لندن (۱۸/جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۴، ۱۵۵ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ آج کے خطبہ سے میں خلافت ثالثہ کے دور کے شہداء کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ نے مکرم رستم خان صاحب شہید کا ذکر فرمایا جنہیں خلافت ثالثہ کے دور میں پہلے شہید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کا یوم شہادت ۱۱/فروری ۱۹۶۶ء ہے۔ آپ پشاور کے قریب ایک گاؤں جلوزئی کے رہنے والے تھے۔ خود احمدی ہوئے جس کی بنا پر سارا گاؤں مخالف ہو گیا اور آپ کو گھر سے نکال دیا گیا اور مختلف طریقوں سے آپ پر دباؤ ڈالا گیا کہ آپ احمدیت سے ارتداد اختیار کریں مگر آپ ثابت قدم رہے۔ گاؤں کے مولوی نے فتویٰ دیا کہ جو آپ کے بچوں کو قتل کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ ۹/فروری کو جب آپ کے والد کی وفات ہوئی اور آپ لاش لے کر گاؤں گئے تو مولوی نے پھر لوگوں کو اشتعال دلایا کہ یہ موقعہ ہے کہ رستم خان کو قتل

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے بنیادی انسانی حقوق کو ابھی تک پامال کیا جارہا ہے

ضلع نارووال میں کھیلوں کے مقابلہ جات ملتوی۔ احمدی کسی قسم کا اجتماع منعقد نہیں کرسکتے

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق موضع عہدی پور تھانہ بدوملہی ضلع نارووال میں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کے کھیلوں کے مقابلہ جات جو مورخہ ۱۶/ مئی ۱۹۹۹ء کو منعقد ہونے والے تھے پولیس کی مداخلت پر ملتوی کردئے گئے۔

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ اس پروگرام کی خبر عہدی پور کے ایک شرپسند ملاں قاری محمد طفیل کو ہوگئی جس نے فوراً دوسرے مولویوں سے رابطہ کیا اور پھر بدوملہی تھانہ میں پہنچ کر مطالبہ کیا کہ اس پروگرام کو فوراً روکا جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ اجتماع سے ایک دن پہلے مورخہ ۱۵/ مئی ۱۹۹۹ء کو نارووال شہر میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر کے سامنے بڑے بڑے بینرز آویزاں کردئے گئے جن میں یہ مطالبہ درج تھا کہ احمدیوں کے اس اجتماع پر فوری پابندی لگائی جائے۔ چنانچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تھانہ بدوملہی کے انچارج کو بلوا کر ہدایت کی کہ احمدیوں کے اجتماع کو روکا جائے۔ نیز اس سلسلہ میں احمدی لیڈروں کے خلاف مقدمات بھی درج کئے جائیں۔

تھانہ بدوملہی کے انچارج نے واپس آکر موضع عہدی پور کی جماعت کے صدر مکرم محمد ناصر صاحب کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ ۱۶/ مئی کو جلسہ کررہے ہیں؟ صدر صاحب جماعت احمدیہ نے انہیں بتایا کہ کوئی جلسہ نہیں ہو رہا البتہ مستورات کی کھیلوں کے مقابلہ جات ہیں جن کا انتظام کیا جارہا ہے۔ اس پر تھانیدار نے کہا کہ آپ قانونی طور پر کسی قسم کا کوئی جلسہ یا اجتماع منعقد نہیں کرسکتے۔ چنانچہ پولیس کی مداخلت کے بعد یہی موزوں سمجھا گیا کہ کھیلوں کے اس پروگرام کو ملتوی کردیا جائے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگلے دو دن تک بھاری تعداد میں پولیس گاؤں میں موجود رہی تاکہ یہ پروگرام جاری نہ رہ سکے۔

کرم سے اپنے عطا کر ہمیں وہ عزم جلیل
کہ نفرتوں کو محبت میں کرسکیں تبدیل
عناد و بغض و کدورت مٹا کے دنیا سے
جلائیں علم وہنر کی جہان میں قندیل
خزاں وگرد کے طوفان آندھیوں کے ہجوم
یہ انقلابِ بہاراں کے قرب کی ہے دلیل
کبھی جو حق سے نبرد آزما ہوا باطل
کثیر پر رہے غالب و فتحمند قلیل
وہ تاجدارِ رسلؐ شاہکارِ ربّ قدیر
خدا کے دین کی جس ہاتھ پہ ہوئی تکمیل
اسی نے ہم کو دکھایا ہے راستہ سیدھا
وہی ہے عقدہ کشا اور کارساز و وکیل
خدائے پاک سمیع و مجیب اور کریم
گدائے رحمتِ باری محمد اسماعیل

(محمد اسمٰعیل نادر قریشی - کیلیفورنیا)

جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۴واں جلسہ سالانہ مورخہ ۳۰/ جولائی تا یکم اگست ۱۹۹۹ء
بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ۔

احباب کثرت کے ساتھ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر اس کی برکتوں سے فیضیاب ہوں

جلسہ سالانہ سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

☆ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

☆ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔

☆ اس کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔

☆ اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔

☆ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ (اشتہار ۷ دسمبر

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کردیا جائے اور ان کی اولاد کو علاقہ غیر میں بیچ دو۔ اس کا ایک بیٹا ہے اسے مار ڈالو وغیرہ۔ ۱۱/ فروری کو جب آپ صبح کی نماز کے لئے وضو کرنے باہر جارہے تھے تو کسی نے فائر کرکے آپ کو شہید کردیا۔ آپ کی اہلیہ نے غیر معمولی صبر اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور مرحوم کی لاش کو پشاور لے کر آئیں جہاں تدفین عمل میں آئی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ جن لوگوں نے آپ کے قتل کی تدبیریں کی تھیں، کس طرح ان کے ساتھ خداتعالیٰ نے عبرت انگیز سلوک فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور نے مولوی عبدالحق نور صاحب کا ذکر فرمایا جو ۲۱/ دسمبر ۱۹۶۶ء کو شہید ہوئے۔ آپ نے ۱۹۳۴ء میں بیعت کی تھی۔ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ کرونڈی میں جماعت کی داغ بیل آپ ہی نے ڈالی۔ دسمبر ۱۹۶۶ء میں دو آدمی آپ کے پاس اس غرض سے آئے گویا وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے انہیں تبلیغ کی، رات اپنے پاس رکھا، خوب خاطر مدارات کی۔ فجر کے وقت خود پانی گرم کرکے انہیں وضو کروایا۔ صبح انہیں لے کر باغ میں گئے۔ لیکن وہاں ان لوگوں نے موقعہ پاکر آپ کو شہید کردیا۔

مکرم رشید احمد بٹ صاحب کنڈویار ضلع نواب شاہ (تاریخ شہادت ۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء)۔ آپ بہت مہمانواز، ملنسار، بہترین داعی الی اللہ تھے۔ ۲۶/ مئی ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمعیت طلبہ کے ایک طالبعلم نے آپ پر حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے۔ اور زخموں کی تاب نہ لاکر ۲۹/ مئی کو اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے محمد افضل کھوکھر صاحب اور محمد اشرف کھوکھر صاحب آف گوجرانوالہ کا ذکر فرمایا جو یکم جون ۱۹۷۴ء کو شہید ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ نے شہید مرحوم کی اہلیہ کے الفاظ میں شہادت کے پس منظر اور دیگر حالات کا دردناک ذکر پڑھ کے سنایا۔ ۳۱/ مئی کی رات کو آپ کے گھر پر جلوس نے حملہ کیا۔ ظالموں نے بڑے دردناک طریق پر دونوں باپ بیٹے کو شہید کیا۔ پہلے پیٹ میں چھرے مارے گئے۔ پھر اینٹوں سے سر کوٹے گئے۔ اسی طرح پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے مارا گیا۔ مگر نہایت جرأت اور استقامت کے ساتھ آپ نے جان قربان کی۔ قاتلوں نے انہیں شہید کرنے کے بعد دونوں کی نعشیں تیسری منزل سے نیچے پھینک دی تھیں اور سارا دن کسی کو اجازت نہ تھی کہ ان نعشوں کو اٹھا سکے۔

گوجرانوالہ کے ہی چوہدری منظور احمد صاحب اور چوہدری محمود احمد صاحب شہید کا بھی حضور نے ذکر فرمایا جو یکم/ جون ۱۹۷۴ء کو ہی شہید کئے گئے۔ ان دونوں باپ بیٹے کو بھی بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ ایک پولیس والے نے جو اس موقعہ پر وہاں موجود تھے بعد میں بتایا کہ چوہدری محمود احمد جو سفید رنگ لمبے قد والا سترہ اٹھارہ سال کا جوان تھا اس نے جس جرأت کے ساتھ اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے جان دی اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ صحابہ کیسے جان نثار کیا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے مکرم چوہدری شوکت حیات صاحب، حافظ آباد (تاریخ شہادت یکم/ جون ۱۹۷۴)، مکرم قریشی احمد علی صاحب اور مکرم سعید احمد خان صاحب آف گوجرانوالہ (تاریخ شہادت یکم/ جون ۱۹۷۴ء)، مکرم بشیر احمد صاحب اور مکرم منیر احمد صاحب گوجرانوالہ (تاریخ شہادت ۲/ جون ۱۹۷۴ء)، مکرم محمد رمضان صاحب و مکرم محمد اقبال صاحب جو دونوں مکرم علی محمد صاحب کے بیٹے تھے (تاریخ شہادت ۲/ جون ۱۹۷۴ء)، مکرم غلام قادر صاحب ابن مکرم روشن دین صاحب اور مکرم عنایت اللہ صاحب ابن مکرم فضل دین صاحب گوجرانوالہ (تاریخ شہادت ۲/ جون ۱۹۷۴ء) کے واقعات شہادت بھی بیان فرمائے۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم محمد الیاس عارف صاحب (تاریخ شہادت ۴/ جون ۱۹۷۴ء) کا ذکر فرمایا جنہیں ٹیکسلا میں شہید کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص نے آپ کو شہید کیا تھا کچھ عرصہ کے بعد اس قاتل کو ایک پاگل کتے نے کاٹا جس سے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ اس کے گھر والوں نے اسے زنجیروں سے باندھ دیا اور اسی حالت میں وہ مرا۔

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے مکرم نقاب شاہ مہمند صاحب ولد محمد شاہ آف مردان (تاریخ شہادت ۸/ جون ۱۹۷۴ء) اور مکرم صوبیدار غلام سرور صاحب اور ان کے بھتیجے اسرار محمد خان صاحب آف ٹوپی ضلع مردان (یوم شہادت ۹/ جون ۱۹۷۴ء) کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے اختصار کے ساتھ تمام شہداء کا تعارف اور واقعہ شہادت کی تفاصیل اور پسماندگان کا بھی ذکر فرمایا۔ اسرار محمد خان صاحب کے واقعہ شہادت میں قاتلوں کی سفاکی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ جب قاتلوں نے شہید مرحوم کی کنپٹی پر پستول رکھ کر انہیں شہید کر ڈالا تو پھر بھی ان کا جوش انتقام ٹھنڈا نہیں ہوا۔ انہوں نے خنجر سے ان کے پیٹ کو چاک کیا اور چھاتی گولیوں سے چھلنی کردی اور پھر ان درندوں نے شہید مرحوم کی دونوں ٹانگیں مخالف سمتوں میں کھینچ کر جسم کو درمیان سے چیر دیا۔ غیر احمدی عینی شواہد کے بیان کے مطابق اسرار محمد خان سے بربریت کا یہ سلوک کرنے والا شخص اسی رات پاگل ہوگیا اور پاگل خانے میں بند کردیا گیا۔ اس کی بیوی بھی ذہنی توازن کھو بیٹھی اور گھر میں رسیوں سے بندھی رہتی۔ جس شخص نے صوبیدار غلام سرور صاحب کو شہید کیا تھا اس پر جولائی کے تیسرے ہفتے آسمانی بجلی گری اور وہ جھلس کر مر گیا۔

خلافت ثالثہ کے دور کے شہداء کا یہ تذکرہ ابھی جاری تھا کہ خطبے کا وقت ختم ہوگیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ آئندہ خطبہ میں بھی اسی مضمون کو جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

ایک صاحبِ منزلت وبلند مرتبت احمدی ادیب

مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی (مرحوم)

(مسعود احمد دھلوی)

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی۔ نام نامی واسم گرامی ہے ایک درویش صفت، صاحب منزلت وبلند مرتبت احمدی ادیب وقلمکار اور نامور محقق ومصنف کا۔ اس احمدی ادیب نے اپنی ادبی تخلیقات، گرانقدر تالیفات اور انتہائی محنت طلب وخارا شگاف ادبی کارناموں کی وجہ سے ملک بھر کے ادبی حلقوں میں اپنی قلمکاری ونثر نگاری اور ادب نوازی کا لوہا منوایا اور اس طرح دنیائے ادب میں ایک بلند مقام حاصل کر دکھایا۔ اس مقام ہی کا اثر تھا کہ بالآخر حکومت پاکستان نے اسے غیر معمولی اعزاز واکرام کا حقدار قرار دے کر حسن کارکردگی کا صدارتی ایوارڈ اس کی خدمت میں پیش کیا اور عرصہ دراز تک اس کے معتبر نام اور فیض رساں کام کا ڈنکا بجتا رہا اور آج بھی جبکہ وہ اس دنیا میں موجود نہیں ہے اسے شہرتِ عام اور بقائے دوام کے ادبی دربار میں بہت اہم مقام حاصل ہے۔

پھر اسی پر بس نہیں ادبی خدمات کے پہلو بہ پہلو اس نامور ادیب ومحقق نے جماعت احمدیہ کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے مقدور بھر دینی وجماعتی خدمات سرانجام دے کر اپنے صدق وصفا اور اخلاص ووفا کا ایسا شاندار عملی ثبوت بہم پہنچایا کہ جماعت کے جاننے اور قدر پہچاننے والے اہل علم ودانش عش عش کر اٹھے۔ ہر چند کہ اس کا حلقہ کار اور روزی کا دارومدار زیادہ تر ملک کے علمی وادبی حلقوں اور اشاعتی اداروں تک محدود تھا تاہم وہ زندگی بھر ان حلقوں اور اداروں میں اپنے احمدی ہونے کا ڈنکے کی چوٹ برملا اعلان کرنے میں کمال درجہ جرأت ودلیری اور پرجوش غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتا رہا۔ اس نے اس امر کی کبھی پروانہ کی کہ غیرت ایمانی کے اس بیباک مظاہرے کی وجہ سے اسے مشکلات ومصائب جھیلنا اور صبر آزما دکھ برداشت کرنا پڑیں گے۔ وہ اپنی پیرانہ سالی اور ضعیفی میں بھی دکھ جھیل جھیل کر اپنے لئے راستہ بناتا اور اس پر مردانہ وار آگے بڑھتا چلا گیا اور اس خستہ حالی میں بھی اس نے تن تنہا ان منزلوں کو سرکر دکھایا جو بڑے بڑے اداروں سے بھی سرنہ ہو پائی تھیں۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت

محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی، پانی پت کے ایک علم دوست مخلص فدائی احمدی محترم جناب شیخ محمد یعقوب صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ جب آپ کے والد بزرگوار نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تو آپ نے ان کا ساتھ نہ دیا اور اردو ادب کی کتابوں میں حد درجہ استغراق کی وجہ سے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ہر چند کہ آپ اس وقت احمدی نہ ہوئے تاہم احمدیت کی آپ نے کبھی مخالفت نہ کی۔

ایک ملاقات میں آپ نے مجھے خود بتایا کہ آپ احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے عرصۂ دراز تک اس وہم اور خوف کی بنا پر دور رہے کہ احمدیت قبول کرنے کے نتیجہ میں سرسید احمد خان اور مولانا الطاف حسین حالی کی طرف طبعی میلان میں فرق آجائے گا اور آپ صرف مذہب ہی کے ہو کر رہ جائیں گے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ "کتابوں کے مطالعہ کا تو میں رسیا تھا ہی حضرت والد صاحب کے بار بار توجہ دلانے پر آخر ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بالاستیعاب مطالعہ شروع کیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف احمدیت کی صداقت ذہن نشین ہوتی چلی گئی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض وجد آفریں عبارتوں کو پڑھ کر جھوم اٹھا کیونکہ ایسے ادبی شہ پارے پورے اردو لٹریچر میں مجھے اور کہیں نظر نہ آئے تھے۔ دل نے گواہی دی کہ واقعی خدائی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ "سلطان القلم" ہیں۔ یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت کسی کو نہیں کہ اس میدان میں آپ کے سامنے دم مارسکے"۔

ادھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ عین اس زمانہ میں جب محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر رہے تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ چیف میڈیکل آفیسر کی حیثیت سے پانی پت تشریف لے آئے۔ یہ غالباً ۱۹۱۹ء یا ۱۹۲۰ء کا زمانہ تھا۔ محترم شیخ صاحب حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے ایسے متاثر ہوئے کہ آپ کے گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی حسین تعلیم پہلے ہی دل کو مسخر کر رہی تھی۔ جب حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے حسین پیکر میں اس حسین تعلیم کا حسین عملی نمونہ آنکھوں کے سامنے آیا تو تمام حجاب اٹھ گئے اور احمدیت کا حسن وجمال اس شان سے آشکار ہوا کہ آپ بے اختیار سوجان سے فدا ہوئے بغیر نہ رہے۔ اپنی پوری جلوہ سامانیوں اور تابانیوں کے ساتھ صداقت کے آشکار ہونے کی دیر تھی محترم شیخ صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے میں ذرا دیر نہ کی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بھی آپ کے سر پر ایسا دست شفقت رکھا اور آپ کی ایسی سرپرستی فرمائی کہ شفقتوں اور نوازشات کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔ اس خادمانہ کیفیت اور دلی قربت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ محترم شیخ صاحب کو ایک رنگ میں حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ ایسی رفیع الشان اور عظیم المرتبت ہستی کے لٹریری اسسٹنٹ کی حیثیت حاصل رہی اور حضرت میر صاحبؓ کا علمی فیض بڑی حد تک آپ کے ذریعہ ہی جماعت کی آنے والی نسلوں تک پہنچا۔

احمدیت قبول کرتے وقت محترم شیخ صاحب موصوف نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ احمدی ہوتے ہوئے آپ سے اردو ادب کی جو خدمت بھی بن پڑے گی کریں گے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ دین کو بہرحال دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ آپ نے اس عہد کو زندگی بھر اس شان سے نبھایا کہ اردو عصری ادب میں بلند مقام حاصل کیا اور اس امر کے باوجود حاصل کیا کہ اپنی غیرت ایمانی پر کبھی کوئی آنچ نہ آنے دی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے اس جذبہ کو قبولتِ خاص کے شرف سے نوازا۔ چنانچہ ایک احمدی ادیب کی حیثیت سے آپ کی شہرت ملک بھر میں پھیلتی چلی گئی اور اس طرح بفضلِ اللہ تعالیٰ دین اور دنیا دونوں کی سرخروئی آپ کے حصہ میں آئی۔

پہلی ملاقات

اپنے طالبعلمی کے زمانہ میں اگرچہ میں نے محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کا نام تو سن رکھا تھا لیکن آپ کو دیکھنے یا آپ سے ملنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں بی اے کے امتحان سے فارغ ہوا تو ایک روز والد محترم حضرت محمد حسن آسانؓ کو ایک کام کے سلسلہ میں دہلی سے پانی پت جانا پڑا۔ آپ نے مجھے بھی ساتھ چلنے کا ارشاد فرمایا۔ پانی پت میں ہم نے محترم ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب کے ہاں قیام کیا جو ان دنوں وہاں ریلوے کے ہسپتال میں بطور میڈیکل آفیسر متعین تھے۔ اگلے روز حضرت والد صاحب پانی پت کے مشہور ومعروف نہایت مخلص فدائی محترم جناب محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ محترم شیخ صاحب موصوف اس وقت اپنے مکان واقع محلّہ انصار کی بالائی منزل پر اپنی لائبریری کے کمرہ میں بیٹھے مطالعہ میں مصروف تھے۔ آپ نے اطلاع ملنے پر ہمیں وہیں بلوالیا۔ تھوڑی دیر بعد محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی بھی وہاں تشریف لے آئے۔ میں ان دونوں بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل کر کے اور ان کی علمی وادبی گفتگو اور حضرت والد صاحب کے ساتھ ان کے تبادلۂ خیالات سے مستفیض ہو کر بے حد مسرور ہوا۔ دونوں طرف سے باہمی محبت واخوت کے بے لاگ اظہار فراواں کا منظر تھا ہی بہت دلکش اور دلآویز اور دل خوشکن۔ محترم جناب شیخ محمد یعقوب صاحب ایسی علم دوست شخصیت کے ساتھ ملاقات کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد ہمیں محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنے وطن مالوف شہر پانی پت اور اس کے مضافات کی سیر کرائی۔ ہر چند کہ یہ بہت تفصیلی سیر تھی تاہم اس کی خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلم ہائی سکول پانی پت کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے کمرہ میں سامنے کی دیوار پر مسلمان مشاہیر کے فریم کئے ہوئے بے شمار فوٹو آویزاں تھے اور آویزاں تھے بھی مسلسل قطاروں میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور پیوستہ۔ اس طرح دیوار کا پورا درمیانی حصہ ان فوٹوؤں سے ڈھکا ہوا تھا۔ محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ان فوٹوؤں میں سے دیگر مشاہیر کے علاوہ ہمیں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولانا محمد علی صاحب امیر انجمن اشاعت اسلام لاہور کے فوٹو دکھائے اور بتایا کہ سکول کی فضا ہر قسم کے مذہبی تعصب سے پاک ہے۔ چند گھنٹے جاری رہنے والی اس سیر میں میری حیثیت خاموش تماشائی سے زیادہ نہ تھی کیونکہ محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی تمام وقت میرے والد صاحب سے جو قریباً ان کے ہم عمر تھے مخاطب رہے۔ لیکن اس وقت میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ رواروی میں خاصی دیر جاری رہنے والی سرسری نوعیت کی یہ ملاقات آگے چل کر طویل عرصہ تک جاری رہنے والی قربت اور گہری عقیدت اور احترام کی آئینہ دار دلی محبت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ محترم شیخ صاحب مجھے اپنے فرزندوں میں شمار کر کے شفقت بے پایاں سے نوازتے چلے جائیں گے اور اس طرح مجھ ایسے ہیچمدان کو آپ سے علمی اور ادبی فیض حاصل کرنے کے بے حساب مواقع میسر آتے چلے جائیں گے۔

گہرے مراسم اور دلی قربت کا نقطۂ آغاز

پاکستان کے معرض وجود میں آنے اور روزنامہ الفضل کے قادیان کی بجائے لاہور سے شائع ہونے کے ایک عرصہ بعد محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے نہایت لائق وفائق فرزند برادرم محترم شیخ محمد احمد پانی پتی الفضل کے عملۂ ادارت میں معاون خصوصی کے طور پر شامل ہوئے۔ اس بہت ہی نیک صالح اور لائق نوجوان اور خاکسار کے درمیان بہت جلد دوستانہ اور پھر رفتہ رفتہ برادرانہ تعلقات استوار ہوتے چلے گئے۔ اس طرح ہم قلبی طور پر ایک دوسرے کے اس قدر قریب آگئے کہ گویا دونوں باہم سگے بھائی ہیں۔ برادرم شیخ محمد احمد پانی پتی (مرحوم) کو بچپن میں ہونے والے ٹائیفائیڈ بخار کا ایک ٹانگ پر ایسا مضر اثر پڑا تھا کہ انہیں پیدل چلنے میں قدرے دقت محسوس ہوتی تھی۔ وہ شام کو دفتر الفضل جو میکلیگن روڈ نزد پرانی انارکلی میں واقع تھا رام گلی سے کسی سواری کے تانگہ پر آجاتے تھے لیکن جب رات کو گیارہ بجے دفتر سے فارغ ہوتے تو اس وقت کسی سواری کے تانگہ کا میسر آنا ممکن نہ تھا۔ میں بھی اسی وقت دفتر سے فارغ ہوتا تھا۔ میں اپنی بائیکل کے پیچھے بٹھا کر انہیں رام گلی میں ان کے گھر چھوڑ آتا تھا اور پھر اپنے گھر واقع کرشن نگر واپس آیا کرتا تھا۔ روزانہ کا یہ معمول ہم دونوں کو باہم دگر ایک کرنے کا مزید موجب ہوا۔ جب ۱۹۵۴ء کے آواخر میں الفضل لاہور کی بجائے ربوہ سے نکلنا شروع ہوا تو برادر عزیز شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی بوجوہ لاہور میں ہی مقیم رہے اور میں لاہور سے ربوہ منتقل ہو گیا۔ اس طرح

دونوں بھائیوں کے درمیان جدائی پڑ گئی۔ لیکن میرے اس محبت صادق نے جدا ہونے سے قبل مجھ سے یہ پکا وعدہ لیا کہ میں جب بھی لاہور آؤں گا تو ہمیشہ ہی قیام ان کے ہاں کیا کروں گا اور اس میں کبھی کوئی تخلف واقع نہیں ہونے دوں گا۔ چنانچہ میں دفتری یا نجی کام کے سلسلہ میں جب بھی لاہور جاتا تو ان کے ہاں ٹھہرتا۔ محترم شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی اپنے فرزند کے اس جگری دوست کی خاطر مدارات ہی نہ کرتے بلکہ اسے بھی اپنا فرزند سمجھ کر اس کے ساتھ خاص محبت و مودّت اور غیر معمولی شفقت کا سلوک روا رکھتے تھے۔ محترم شیخ صاحب موصوف، ان کی اہلیہ صاحبہ محترمہ اور دونوں فرزندان گرامی برادرم شیخ محمد احمد پانی پتی اور برادرم شیخ مبارک احمد پانی پتی اکرام ضیف اور خاطر مدارات کے اوصاف سے پورے طور پر متصف تھے۔ مہمان کے آگے بچھ بچھ جانا اور اس کی ہر ضرورت کا بطور خاص خیال رکھنا ان کی فطرت میں داخل تھا۔ یہ ایک خاص وصف تھا جو اس گھرانے کو منجانب اللہ ودیعت کیا گیا تھا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ۔

تالیف و تصنیف میں استغراق کا بچشم خود مشاہدہ

محترم شیخ صاحب موصوف کے ہاں قیام کے دوران آپ کو بہت قریب سے دیکھنے نیز علمی تحقیق و تدقیق اور تالیف و تصنیف کے کام میں آپ کے غیر معمولی استغراق کا بچشم خود مشاہدہ کرنے کے مجھے بے شمار مواقع میسر آئے۔ مزید برآں باہم تبادلۂ خیالات کے ذریعہ آپ کے وسیع علم و فن سے مستفیض ہونے کی سعادت بھی ملی اور خوب ملی۔ آپ کو اس ناچیز سے کچھ ایسا لگاؤ ہو گیا تھا کہ اگر دو ماہ کا عرصہ گزر جاتا اور میرا ربوہ سے لاہور جانا نہ ہوتا تو آپ کا خط آ جاتا کہ ملنے کو بہت جی چاہ رہا ہے۔ دو ایک روز کی رخصت لے کر آ جائیں تاکہ اداسی دور ہو اور علمی موضوعات پر تبادلۂ خیالات کا موقع ملے۔ آپ کے ہاں قیام کے دوران میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ محترم شیخ صاحب موصوف کا معمول یہ تھا کہ آپ رات کا اکثر حصہ مطالعہ کتب اور تالیف و تصنیف کے کام میں گزارتے ہیں۔ تین بجے شب کے قریب گھڑی دو گھڑی کے لئے لیٹ کر اور نیند کا ایک آدھ جھونکا لے کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر نوافل پڑھنے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد دو تین گھنٹے کے لئے سو جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ بیدار ہونے اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے، خطوط کے جواب تحریر کرتے اور پھر تصنیف کے کام میں محو ہو جاتے۔ کبھی کبھار ظہر اور عصر کے درمیان بستر پر دراز ہو کر استراحت فرماتے۔ عصر کے بعد ادیبوں، دانشوروں، کالجوں کے پروفیسروں اور طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ہر کوئی آپ کے نادر کتب کے ذخیرے سے مستفیض ہوتا یا آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے ذریعہ ادبی اور علمی مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کرتا۔ لوگوں کی آمد اور ان کے ساتھ گفتگو کا یہ سلسلہ عشاء کے وقت تک جاری رہتا۔ اس کے بعد آپ پھر یکسوئی سے مطالعہ کتب اور تحقیق و تصنیف کے کام میں محو ہو جاتے۔ الغرض آپ کے نافع الناس وجود کی شکل میں علمی فیض کا ایک چشمہ جاری تھا۔ ہر کوئی آتا اور اپنی استعداد کے مطابق اس چشمہ سے سیراب ہو کر اپنی علمی تشنگی بجھاتا اور فیضیاب ہوتا۔ آپ کے علم اور وسعت معلومات سے فیض یاب ہونے والوں میں چیف جسٹس آف پاکستان جناب ایس۔ اے۔ رحمٰن بھی شامل تھے۔ جب انہوں نے قتل مرتد کی تردید میں انگریزی میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو محترم شیخ صاحب سے نایاب کتب اور مواد مہیا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے بڑی محنت سے کتب اور مفید مواد جمع کر کے اسے محترم چیف جسٹس صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

محترم شیخ صاحب موصوف اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مدرسوں، سکولوں اور کالجوں کی تعلیم تو حصول علم کی لگن پیدا کرنے اور اس کا چسکا ڈالنے کے لئے ہوتی ہے۔ اصل علم تو انسان اپنی استعداد کے مطابق اپنے ذاتی مطالعہ سے حاصل کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے "میں نے سکول میں صرف چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے بعد گھر میں ہی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور میں نے حتی المقدور وسیع مطالعہ کتب کے ذریعہ علم حاصل کیا اور پھر اس علم سے استفادہ کرتے ہوئے قلم کو اس کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ صدہا مضامین لکھے، تالیف کتب کا ایک طویل سلسلہ مکمل کیا اور بڑی تعداد میں کتب تصنیف کیں۔ آج ایم۔ اے (اردو) کے تھیس (تحقیقی مقالہ) کے لئے جن طلباء کو مختلف موضوع دئے جاتے ہیں ان کے یونیورسٹی کی طرف سے مقرر کردہ گائیڈ پروفیسر (رہنما اساتذہ) بعض طلباء کو میرے پاس بھیج دیتے ہیں کہ تحقیقی مقالہ تیار کرنے میں ان کی رہنمائی اور مدد کروں۔ میں خود تو انہیں مقالہ لکھ کر نہیں دیتا لیکن ان کی اس رنگ میں رہنمائی کرتا ہوں کہ وہ تحقیقی مواد اکٹھا کر سکیں اور پھر میری نگرانی میں مقالہ لکھ سکیں۔ چنانچہ اکثر طلباء میری رہنمائی اور نگرانی میں تحریر کردہ مقالہ کی بناء پر ایم۔ اے۔ اردو کے امتحان میں کامیاب قرار دئے جاتے ہیں"۔ خاکسار نے محترم شیخ صاحب موصوف کے ہاں قیام کے دوران بعض طلباء کو آپ کے وسیع مطالعہ سے مستفیض ہوتے اور تحریر کردہ مقالہ سناتے ہوئے خود دیکھا۔

تبحرِ علمی سے فیضیابی کے نت نئے پہلو

میں ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں جنہیں جماعت کے بعض جید علماء کے علاوہ محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے تبحر علمی سے بھی فیضیاب ہونے کے بے شمار مواقع میسر آئے اور میں نت نئے رنگوں میں فیضیاب ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ اول تو آپ کا بہت قیمتی کتب خانہ میرے لئے ہر وقت کھلا تھا اور مجھے آپ کے ہاں قیام کے دوران بعض نایاب کتاب سے استفادہ کا سنہری موقع میسر آتا تھا اور آپ کے ہاں قیام کے دوران میری راتیں بھی آپ ہی کی طرح نایاب کتب کا مطالعہ کرنے میں جاگ کر گزرتی تھیں۔

بہت سی دیگر نایاب کتب کے علاوہ شمس العلماء مولوی ممتاز علی صاحب کا مرتب کردہ قرآنی مضامین کا سات جلدوں پر مشتمل انڈکس (جو مولوی صاحب کی زندگی میں "تفصیل البیان فی مقاصد القرآن" کے نام سے شائع ہوا تھا) میں نے محترم شیخ صاحب موصوف کی ذاتی لائبریری میں ہی دیکھا اور بعض مضامین کے بارہ میں اس سے استفادہ بھی کیا۔ یہ انڈیکس اب نایاب ہے اور کسی قیمت پر بھی کتب فروشوں کے ہاں دستیاب نہیں۔ میں محترم شیخ صاحب سے کہہ بیٹھا کہ میری خواہش ہے کہ یہ انڈیکس کی ساتوں جلدیں میرے پاس بھی ہوں تاکہ میں مضامین لکھنے میں ان سے حسب ضرورت استفادہ کرتا رہوں۔ لیکن یہ خواہش پوری ہو تو کیسے ہو اول تو یہ انڈیکس کہیں دستیاب نہیں اور بالفرض محال اگر یہ کہیں دستیاب ہو بھی جائے تو اس کی بڑھی ہوئی منہ مانگی قیمت ادا کرنے کے میں قابل نہیں۔ بات آئی گئی ہوئی اور میں ربوہ واپس چلا آیا۔ دو ہفتہ بعد محترم شیخ صاحب موصوف کا خط موصول ہوا جسے پڑھ کر میں ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہا۔ خط میں مرقوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تفصیل البیان کی ساتوں جلدوں کی فراہمی کا انتظام کر دیا ہے۔ آپ آکر جلدیں لے جائیں اور تیس روپے کی رقم ساتھ لیتے آئیں۔ جب میں لاہور پہنچ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ جلدیں فراہم کیسے اور کہاں سے ہوئیں۔ شیخ صاحب موصوف نے بتایا کہ میں نے سوچا کہ یہ کتابیں بازار سے تو ملنے سے رہیں کیوں نہ مولوی ممتاز علی صاحب کے نامی گرامی فرزند جناب امتیاز علی تاج سے ملوں شاید ان کی ذاتی لائبریری میں کوئی فالتو نسخہ موجود ہو اور وہ مجھے وہ فالتو نسخہ قیمتاً دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ جب میں ان سے ملا تو کہنے لگے شیخ صاحب! آپ بڑے موقع پر تشریف لائے ہیں۔ والد صاحب کے زمانہ سے ایک کوٹھڑی بظاہر ردی اور بوسیدہ کاغذات اور مسودات سے اٹی پڑی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ اسے صاف کرا کے اسے استعمال میں لایا جائے۔ ان ردی کاغذات اور بوسیدہ مسودات کے نیچے سے بعض اور کتب کے علاوہ تفصیل البیان کی سات جلدوں کا ایک سیٹ بھی نکل آیا۔ میں نے ان سات جلدوں کو دو ضخیم جلدوں کی شکل میں مجلد کروا لیا اور دل میں یہ فیصلہ کیا کہ میں یہ جلدیں کسی ایسے علم دوست صاحب کو مفت دے دوں گا جو اس سے استفادہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں، وہ دوست مجھے نائب مدیر الفضل کی شکل میں مل گئے ہیں سو یہ جلدیں آپ کی خدمت میں حاضر ہیں آپ انہیں اپنے دوست کو ارسال کر دیں۔ شیخ صاحب نے عرض کیا میں یہ جلدیں مفت نہیں بلکہ قیمتاً لوں گا اور جو قیمت بھی آپ طلب کریں گے میں ابھی حاضر کر دوں گا۔ تاج صاحب نے یہ دیکھ کر کہ شیخ صاحب قیمت ادا کرنے پر مصر ہیں ان سے کہا کہ قیمت تو میں بہر حال نہیں لوں گا آپ یوں کریں کہ کوٹھڑی کی صفائی پر خرچ ہونے والی رقم اور تجلید کا خرچہ جو مل کر تیس روپے بنتا ہے مجھے دے دیں۔ میری نیت بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کی ضد بھی۔ شیخ صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے تیس روپے ادا کر دئے اور جلدیں لے آیا۔ سو یہ ہے رام کہانی نایابی کے باوجود "تفصیل البیان" کی دستیابی کی۔ اس طرح شیخ صاحب کی کاوش اور عنایت خاص کی وجہ سے ایک مفید کتاب جو یکسر نایاب تھی مجھے مل گئی۔ شیخ صاحب بار بار مجھے مخاطب کر کے یہ کہتے رہے مسعود صاحب! مجھے تو خوشی اس بات کی ہے کہ خدا نے آپ کی خواہش میرے ذریعہ پوری کرا دی۔ جب وہ یہ کہہ رہے تھے تو خوشی ان کے چہرے سے پھوٹے پڑ رہی تھی۔

ادبی کارنامے اور ان کی قدر افزائی

محترم شیخ صاحب موصوف سے خاکسار کی علمی اور ادبی فیضیابی کا سلسلہ تو بہت دراز ہے۔ اس کا یہاں مزید تذکرہ طوالت کا موجب ہو گا لہٰذا اس سے صرف نظر کرتے ہوئے اب میں آپ کے ادبی کارناموں اور ان کی قومی سطح پر قدر افزائی کی طرف آتا ہوں۔ محترم شیخ صاحب کی تصانیف اور تالیفات اور عربی کتب کے اردو تراجم کی مجموعی تعداد یکصد سے بھی اوپر ہے۔ مزید برآں آپ نے بہت سی نایاب کتب کو ایڈٹ کر کے اور ان میں جگہ جگہ حواشی تحریر کر کے ان کے نئے ایڈیشن مرتب کئے۔ آپ کے تحریر کردہ حواشی کی وجہ سے ان کتب کی افادیت میں گرانقدر اضافہ ہوا۔ ان کتب کے یہ نئے ایڈیشن ملک کے مختلف نامور اشاعتی اداروں کی طرف سے خاص اہتمام سے شائع ہو کر ان اداروں کے لئے بے حد مالی منفعت کا موجب ہوئے۔

آپ کی اکثر و بیشتر تصانیف علمی، تاریخی اور سوانحی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسی کتب کی بھی ہے جو آپ نے نہایت آسان و سلیس زبان اور بہت عام فہم و دلکش انداز میں خاص طور پر بچوں کے لئے تصنیف فرمائیں اور جنہیں آپ نے خود اپنے زیر انتظام اپنے ہی اشاعتی اداروں حالی بک ڈپو اور محمد احمد اکیڈمی کی طرف سے شائع کیا۔ یہ سب کتابیں بہت مقبول ہوئیں اور ان کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ آپ کی تصنیف کردہ تاریخی کتب میں سے (۱) تاریخ اسلام (۲) تاریخ خلفائے راشدین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسلامی علمی کتب میں (۱) اساس اسلام، (۲) اسلام کا نظریۂ آزادی (۳) آنحضرت ﷺ کی اخلاقی تعلیم، (۴) دس بڑے مسلمان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کے عربی کتب کے اردو تراجم میں سیرۃ ابن ھشام اور طبقات ابن سعد کے تراجم اور ان پر آپ کے تحریر کردہ مقدمات کو ملک

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور یہ پودا کبھی ناکام نہیں ہو سکتا

حفاظت مرکز کے سلسلہ میں قادیان اور اس کے نواح میں ہونے والی شہادتوں کا تذکرہ

اسلام کی اولین تاریخ کے سوا آپ کو اس قسم کی بیباک شہادتوں اور قربانیوں کے واقعات اور نظر نہیں آئیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۴؍ مئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴؍ ہجرت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام باد کروئس ناخ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔ (سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ صبر اور نماز کے لئے دعا مانگو۔ یہ دونوں باتیں اس میں شامل ہیں صبر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور نماز کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ اور صبر کے ساتھ صبر کی مدد طلب کرو اور نماز کے ساتھ نماز کی بھی مدد طلب کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور انہیں جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، خدا کے رستے میں مارے جائیں مردے نہ کہا کرو۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

یہ وہ آیات ہیں جیسا کہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہے یہ شہداء کے ذکر کے عنوان کے طور پر اختیار کی گئی ہیں۔ ایک سلسلہ شہداء کے ذکر کا جو ہم نے شروع کر رکھا ہے آج بھی انشاء اللہ اسی سلسلے میں قادیان سے ہجرت سے پہلے جو شہادتیں ہوئی تھیں ان کا ذکر چلے گا۔ حفاظت مرکز کے سلسلے میں قادیان اور اس کے نواح میں جو شہادات ہوئی ہیں ان کو جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں ذکر کیا تھا دوہرا امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ ان مسلمانوں کے دفاع میں جن کا قصور صرف مسلمان ہونا تھا، جن کا قتل عام کیا جا رہا تھا، ان کے دفاع میں احمدیوں نے ان کو بچانے کی خاطر جو جانیں دی ہیں یہ غیر معمولی عظمت کی شہادتیں ہیں اور جیسا کہ ان کا ذکر چلے گا آپ حیران ہونگے کس بہادری کے ساتھ موت کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے وہ لوگ آگے بڑھے اور خدا کی راہ میں اپنی جانیں پیش کر دیں۔

پہلا ذکر **جمعدار محمد اشرف صاحب شہید** کا ہے جن کی تاریخ شہادت ۲؍ ستمبر ۱۹۴۷ء ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری تاریخ میں ان لوگوں کے متعلق تفصیلات اکٹھی نہ کی گئیں لیکن اب جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کے نتیجہ میں بہت سے شہداء کے پسماندگان خود وہ اطلاعیں بھجوا رہے ہیں جو ہماری تاریخ میں اس وقت محفوظ نہیں ہیں۔ وہ لکھ رہے ہیں کہ ہم ان کے بچے کتنے تھے، کہاں کہاں گئے، اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا سلوک کیا، دشمنوں سے کیا سلوک کیا وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ اس مبارک سلسلے کے نتیجہ میں ایک اور سلسلہ معلومات کا اکٹھا ہونا شروع ہو گیا ہے جس کے نتیجہ میں ہماری تاریخ اور زیادہ سنورتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

جمعدار محمد اشرف صاحب کے متعلق تاریخ احمدیت میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے روزنامچے کے حوالے سے یہ درج ہے کہ ۲؍ ستمبر ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں کے گاؤں سٹھیالی پر جہاں خود حفاظتی کے خیال سے علاقے کے اور کئی مسلمان دیہات بھی جمع تھے، بہت بڑا گاؤں تھا سٹھیالی، مسلمانوں کا اور وہاں اردگرد کے دیہات کے مسلمان بھی پناہ کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے وہاں سکھوں کے حملے کا آغاز ہوا اور اس حملہ کے دوران جمعدار محمد اشرف صاحب ان مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سٹھیالی بھجوائے گئے تھے۔ وہاں برین گن کے فائر سے شہید ہوئے۔ جمعدار صاحب مرحوم احمدیہ کمپنی 8/15 پنجاب رجمنٹ سے جنوری ۱۹۴۷ء میں فارغ ہوئے تھے اور قادیان تشریف لے آئے تھے۔ ۲۵؍ اگست ۱۹۴۷ء کو آپ نے حفاظت مرکز کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ ۲۶؍ اگست کو جناب کیپٹن شیر ولی صاحب کے حکم سے صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی، عبدالسلام صاحب سیالکوٹی، حوالدار میجر محمد یوسف صاحب گجراتی، محمد اقبال صاحب اور عبدالقادر صاحب کھارے والے، غلام رسول صاحب سیالکوٹی، فضل احمد صاحب اور عبدالغفار صاحب ان کے ہمراہ یہ سٹھیالی پہنچے جہاں سکھوں نے رائفل، سٹین گن، برین گن اور گرینیڈ کا بے دریغ استعمال کیا۔ جمعدار محمد اشرف صاحب اور صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی اور محمود احمد صاحب عارف تینوں بڑی بہادری اور جرأت سے دفاع کر رہے تھے کہ یکایک برین گن کا برسٹ جمعدار محمد اشرف صاحب کے ماتھے پر لگا اور وہ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

دوسری شہادت جس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے وہ **میاں علم الدین صاحب** کی ہے۔ تاریخ شہادت ۶؍ ستمبر ۱۹۴۷ء۔ آپ کی پیدائش غالباً ۱۸۹۸ء کی ہے۔ ننگل باغبان نزد قادیان میں کچھ عرصہ سکونت پذیر رہے۔ پھر ۱۹۳۲ء میں قادیان منتقل ہو گئے۔ اولاً حلقہ مسجد مبارک اور پھر حلقہ مسجد فضل میں سکونت اختیار کی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ہر سال اس سلسلے میں گرمیوں کے موسم میں دریائے بیاس کے پاس اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو ضرور ملنے جایا کرتے تھے۔ آپ کی تبلیغ کی بدولت ان میں سے بعض کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ مولانا جلال الدین صاحب قمر کے والد تھے۔

واقعہ شہادت یوں بیان ہوا ہے کہ قادیان پر جب پولیس اور فوج کی مدد سے جتھوں نے حملے شروع کئے تو فوج قادیان پر کرفیو لگا دیتی تھی اور اہل قادیان کو قانونی زنجیروں میں جکڑ کر غیر مسلم جتھوں کو کھلا چھوڑ دیتی تھی کہ وہ من مانی کریں لیکن اس کے باوجود غیر مسلم جتھوں کو احمدیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کچھ تو ویسے ہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ رعب کے ذریعے سے مدد دی جائے گی۔ اصل وجہ تو یہی ہے جو وعدہ ہم نے بارہا پورا ہوتے دیکھا ہے لیکن اس مدد دینے کے تعلق میں غیروں کا جھوٹ بھی شامل ہو جایا کرتا تھا جو ان کے خلاف کام کرتا تھا۔ اس قدر کثرت سے انہوں نے قادیان کے اسلحہ سے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ سکھ باوجود جتھوں کے، باوجود اس کے کہ فوج اور پولیس کی اعانت ان کو حاصل ہوتی تھی جب بھی لڑتے تھے اور ذرا ان کو خطرہ ہو کہ قادیان سے اسلحہ نکل کے ان پر جوابی حملہ ہونے والا ہے تو ڈر کر بھاگ جایا کرتے تھے۔ مگر اس دوران جبکہ لڑائی ہو رہی ہوتی تھی اس وقت ان کو یقیناً موقع مل جاتا تھا احمدیوں کو شہید کرنے کا اور بعض غیر احمدی مسلمانوں کو شہید کرنے کا۔

یہ جو واقعہ میں بیان کر رہا ہوں یہ غالباً ۶؍ ستمبر ۱۹۴۷ء کو جب قادیان پر ایک بہت بڑا حملہ ہوا ہے اس وقت پیش آیا۔ اس حملے کا زور زیادہ تر حلقہ مسجد فضل پر پڑا تھا۔ مستورات اور بچوں کو محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا تھا۔ یعنی احمدی والنٹیئر جو خدمت کر رہے تھے جنہوں نے ہر قسم کا خطرہ مول لے کر تمام مستورات اور بچوں کو وہاں سے نکال لیا تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب قمر بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اپنے گھر کے بالاخانے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس گھر کے سامنے ایک منزلہ کچے مکانات تھے۔ ایک سکھ پولیس مین ان گھروں کی چھتوں پر چڑھ آیا۔ بالاخانے کی کھڑکی اس طرف کھلتی تھی۔ قانون کے اس محافظ کی نظر میرے والد صاحب پر پڑی۔ غالباً وہ اپنے افکار میں مگن تھے اور ان کی نظر پولیس مین پر نہیں پڑی۔ اس پولیس مین نے اچانک گولی چلا دی اور انہوں نے اپنے خون میں لت پت تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. آپ کی شہادت کا منظر ایک دوسرے بالاخانے میں بیٹھے ہوئے ایک احمدی دوست دیکھ رہے تھے جن میں چوہدری محمد حسین صاحب کلرک نظامت جائیداد بھی تھے۔ موجود احمدیوں نے نماز جنازہ پڑھ کر تن کے کپڑوں میں ان کو دفنا دیا۔

اس سلسلے میں میں ضمناً ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے باوجود اس کے کہ خطرہ بہت سخت تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کی بنا پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لئے خواہ انہوں نے مقابلے میں حصہ لیا ہو یا نہ لیا ہو بڑی دلیری کے ساتھ اس خیال سے کہ قادیان کا یہ تاثر نہ پڑے کہ

قادیان کے باشندے اپنے مکان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں جس کے نتیجہ میں بہت بڑا ریلا قادیان کے اوپر آسکتا تھا۔ اس خطرے کو دور کرنے کی خاطر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا تھا کہ ہر احمدی اپنے مکان پر پہرہ دے۔ صرف وہ اپنے مکان سے باہر جائیں جن کو با قاعدہ نظام جماعت کے تحت کسی مصلحت کے پیش نظر نکالا جائے خصوصاً ان میں عورتیں اور بچے شامل ہوا کرتے تھے۔ اس لئے ان اکیلے اکیلے لوگوں کا اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا یقیناً ایک بہت عظیم شہادت ہے کیونکہ سلسلے کے وقار کی خاطر انہوں نے اپنی جان کا خطرہ مول لیا ہوا تھا۔

ایک اور بزرگ **سید محبوب عالم صاحب بہا**ری کی شہادت کا واقعہ بھی یوں درج ہے کہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو سید محبوب عالم صاحب بہاری جن کا خاندان اس وقت انگلستان میں اور ہر جگہ اور بھی گا لیکن انگلستان میں خصوصیت کے ساتھ ان کی اولاد بس رہی ہے۔ سید صاحب ایک نیک اور بہت بے نفس بزرگ تھے۔ ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۷ء کی صبح کو نماز کے بعد ریلوے لائن کے ساتھ سیر کے لئے گئے۔ اب بہادری دیکھیں باوجود اس کے کہ حالات بے انتہا خراب تھے، گھر میں ٹھہرنے کا حکم تھا مگر بزدلی کے ساتھ نہیں ٹھہرے۔ جو سیر کا دستور تھا اس کو جاری رکھا اور ریلوے لائن کے ساتھ با قاعدہ صبح سیر پہ جایا کرتے تھے لیکن ڈی۔بی۔ سکول قادیان کے قریب موضع رام پور کے بالمقابل کسی نے انہیں گولی کا نشانہ بنایا۔ شروع میں تو انہیں لا پتہ تصور کیا جاتا رہا لیکن وہ جو احمدی والنٹیئرز کے دستے جایا کرتے تھے اس مکان میں ان کو موجود نہیں دیکھا تھا۔ اس مکان میں ان کو نہ پا کر یہی سمجھتے رہے کہ لا پتہ ہیں۔ شاید کسی اور کے مکان میں چلے گئے ہوں مگر اس واقعہ کے تین دن کے بعد ایک مسلمان دیہاتی نے جو پناہ گزین کے طور پر باہر سے آیا ہوا تھا سید صاحب کے داماد سید صادق حسین صاحب کو بتایا کہ میں نے اس حلیہ کے ایک مسلمان کی لاش جس کے گلے میں نیلا کرتہ تھا اور یہ نیلا کرتہ انہوں نے ہی پہنا ہوا تھا ریلوے لائن کے قریب پڑی ہوئی دیکھی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پس ان کی نعش کا تین دن بعد پتہ چلا اور ان کو دفنانے کا بھی کوئی انتظام نہ ہو سکا۔

شمسہ سفیر صاحبہ لندن سے بیان کرتی ہیں کہ میرے نانا جان سید محبوب عالم صاحب اور ان کے بھائی سید محمود عالم صاحب جب انہوں نے احمدیت کا پیغام سنا تو بہار سے پیدل چل کر قادیان آئے تھے۔ یہ جو واقعہ ہے اس کا میں نے دوبارہ انگلستان سے پتہ کروایا ہے کیونکہ جہاں تک جماعت کی تاریخ محفوظ ہے میں نے اصل رجسٹر پڑھے ہیں جن میں ابتدائی احمدیوں کے، صحابہ کے بڑے عظیم الشان واقعات درج ہیں۔ کس طرح انہوں نے غیر معمولی قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ مجھے یہ خیال تھا کہ غالباً سید محبوب عالم صاحب بھی انہیں میں سے ہیں۔ چنانچہ انگلستان سے جب تصدیق کروائی گئی تو شمسہ سفیر صاحبہ نے یہ تصدیق بھیجی ہے کہ اولاد میں صرف ایک ہی بیٹی تھی جو میری والدہ تھیں اور ان کا نام سلمیٰ تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں ان کی شادی سید صادق علی صاحب سے ہوئی تھی۔

قادیان پیدل آنے کے متعلق لکھتی ہیں کہ جب انہوں نے بہار میں احمدیت کا پیغام سنا تو بہار سے پیدل چل کر قادیان آئے اور ان کے پاؤں سوج گئے تھے۔ غریب خاندان تھا، سفر خرچ نہیں تھا۔ یہ مختصر سی بات انہوں نے لکھی ہے۔ جو رجسٹر کا حوالہ میں نے دیا ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر میں سناؤں گا۔ وہ بہت ہی عظیم الشان واقعہ ہے حیرت انگیز قربانی ہے۔ بہار سے چل کر پیدل ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ننگے پاؤں، زخمی پاؤں جو ہر روز سوج جایا کرتے تھے زخموں سے، اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام سنا تھا صرف آنکھوں دیکھنا تھا اس حالت میں یہ قادیان آئے تھے۔ پس ان کی شہادت ایک عظیم واقعہ ہے جس کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے بہادر پہلے تھے ویسے ہی شہادت کے دوران بھی بہادر ہی ثابت ہوئے۔

ایک شہادت **مکرم سلطان عالم صاحب** کی تاریخ میں درج ہے۔ عزیز سلطان عالم صاحب ۲۶ر نومبر ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے درجہ اول میں میٹرک پاس کیا۔ اس عرصہ میں تحریک جدید بورڈنگ ہاؤس میں داخل رہے۔ اس چھوٹی سی عمر میں ہی با قاعدہ تہجد گزار تھے۔ بعد ازاں گجرات سے امتیاز کے ساتھ ایف اے پاس کیا اور سی ایم اے کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہو کر ملازم ہو گئے۔ ۱۹۴۲ء میں وصیت کی پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم پر اپنی جائیداد وقف کر دی۔ جون ۱۹۴۷ء میں آپ کو مہمان خانے میں معاون ناظر ضیافت کے طور پر تعینات کیا گیا۔ یہ چونکہ وقف کر کے آگئے تھے اور قادیان میں معاون ناظر ضیافت کے طور پر ان کی تقرری ہوئی تھی جو انہوں نے بڑی جانفشانی سے ادا کی۔

۱۹ر ستمبر ۱۹۴۷ء کی ایک چٹھی میں، جو ۲۵ر ستمبر کو گولیکی پہنچی، مرحوم نے یہ لکھا "حضور کا حکم ہے کہ عورتوں اور بچوں کو بھیج دو اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ ہم تو حضور کے حکم کے مطابق خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں"۔

واقعہ شہادت۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کرفیو اٹھنے کے بعد جب بعض بیرونی محلوں میں رہنے والے احمدی اپنے مکانوں کی دیکھ بھال کے لئے باہر جانے لگے تو بڑے بازار کے اختتام پر جو ریتی چھلہ سے ملتا ہے عین دن دہاڑے بر سر بازار سات احمدیوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان میں میاں سلطان عالم صاحب بی۔ اے۔ نائب ناظر ضیافت بھی تھے اور جب بعض لوگ شہید ہونے والے احمدیوں کی لاشوں کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے تو ان کو بھی گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

اب اس شہید کے مزید تعارف کے طور پر میں بیان کر رہا ہوں کہ یہ شہید مکرم پیر عالم صاحب واقف زندگی کے حقیقی بھائی تھے۔ پیر عالم صاحب میرے دفتر میں، پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں، ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ رات بارہ بجے یا ایک بجے تک ہماری بعض علمی مجالس رہی ہیں بعض دفعہ دو بجے تک، سب لوگ چھٹی کر جاتے تھے مگر پیر صاحب نے کبھی چھٹی نہیں کی۔ صبح ہمارے مختلف کارکنوں کے آنے سے پہلے میں اپنے دفتر پہنچ جاتا ہوں اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں پہنچا ہوں اور پیر صاحب موجود نہ ہوں۔ اللہ کے فضل سے ان کا بھائی تو شہادت کا رتبہ پا گیا لیکن پیر صاحب نے بھی جیتے جی وقف کا حق ادا کر کے اللہ کے حضور یقیناً بہت رتبے پائے ہیں۔

نور ہسپتال کے قریب جس گڑھے میں آپ کو دفن کیا گیا وہاں اب کتبہ بھی نصب کر دیا گیا ہے۔ نور ہسپتال کے قریب یہ جو شہید ہوئے تھے ان کو بعد میں موقع پا کر جتنے بھی شہید تھے اکٹھا ایک گڑھا بنا کر اس میں دفن کیا گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کتبہ نصب کر دیا گیا ہے۔ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ قادیان جانے والے جائیں تو وہاں بھی دعا کے لئے جایا کریں۔ شہید نے بوڑھے والدین، نوجوان بیوہ بنت ڈاکٹر عمر دین صاحب افریقی ساکن گجرات اور دو بیٹے خلیل احمد اور نعیم احمد بطور پسماندگان چھوڑے ہیں۔

اب ایک اور شہادت کا ذکر کرتا ہوں جو **مکرم مرزا احمد شفیع صاحب** (شہادت ۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء) کی ہے۔ جن کا بیٹا یہاں جرمنی میں ہے مرزا مسیح احمد صاحب۔ ان کو آپ اکثر لوگ جانتے ہونگے۔ مرزا احمد شفیع صاحب، مرزا محمد شفیع صاحب کے صاحبزادے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اعلیٰ نمبروں سے میٹرک پاس کیا۔ ایف اے اور بی اے میں ڈبل میتھ لے کر اعلیٰ نمبروں میں ڈگری حاصل کی۔ شہادت کے وقت آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور استاد کے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ سلسلہ کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ نماز با جماعت اور خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ ہر قسم کے چندوں اور خصوصاً تحریک جدید میں ہر سال اضافے کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے فرائض کو نہایت احسن طور پر نبھاتے رہے۔

اب میں ان کے خاندان کا تعارف کرواتا ہوں۔ ان کے والد حضرت مرزا محمد شفیع صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محاسب صدر انجمن احمدیہ تھے۔ میرے بچپن سے پارٹیشن تک مجھے ان کا ہمیشہ دیکھنا یاد ہے۔ بہت ہی مستعد کارکن تھے اور ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی صلاحیتوں کا نمونہ دکھاتے ہوئے محاسبہ کا کام کیا ہے۔ ان کا مزید تعارف یہ ہے کہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے۔ یعنی حضرت مرزا محمد شفیع صاحب، حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے اور انہی کی بیٹی سے آگے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نسل جاری ہوئی ہے۔ جو دوسری بیگم تھیں ان کو اچھی اماں کہا کرتے تھے ان سے کوئی اولاد نہیں تھی لیکن وہ ان کی اولاد سے بھی ماں کی طرح محبت کرتی تھیں بلکہ بعض ان کے بچے انہی کے پاس پلے ہیں۔ حضرت چھوٹی آپا یعنی ام متین کے یہ حقیقی بھائی تھے، مرزا شفیع احمد صاحب۔ مرزا شفیع احمد صاحب کی بیوہ امۃ الرحمٰن صاحبہ ربوہ میں ہوتی ہیں جن کے ساتھ ان کی بیٹی امۃ الباسط رہتی ہیں۔ ان کی ایک بیٹی لندن میں ہیں جن کے بچے آگے پھر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ فضل اور شیلا دو نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے جماعت کی علمی خدمات میں بہت بھرپور حصہ لیا ہے اور جو بھی ریسرچ کے کام میں ان کے سپرد کرتا ہوں بڑی تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ انگلستان کی جماعت میں یہ دو نام کافی مشہور ہیں۔ ان کے بیٹے مرزا مسیح احمد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہاں جرمنی میں ہیں اور کافی لمبے عرصہ سے صاحب فراش ہیں اور بڑی ہمت سے بیماری کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کی بیگم بھی ان کی بہت خدمت کر رہی ہیں۔ آپ سب کو میں ان سب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

اب کئی شہادتوں کا ذکر جو **فیض محمد صاحب، زہرہ بی بی صاحبہ، عبدالجبار صاحب** اور **فیض محمد صاحب کی چار سالہ بچی** کی شہادتیں ہیں۔ اب ان کا ذکر میں کرتا ہوں۔ مکرم ٹھیکیدار عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ "فیض محمد صاحب سری گوبندپورہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام نبی بخش تھا۔ معمار کا کام کیا کرتے تھے۔ آپ کی شہادت سے ایک رات قبل قادیان پر انڈین آرمی نے بہت زبردست فائرنگ کی اور صبح فجر کے بعد سکھ جتھے نے حملہ کر دیا"۔ اس طرح ہندوستانی فوج پہلے سکھ جتھوں کے لئے رستہ تیار کیا کرتی تھی پھر اس کے عقب میں جتھے حملہ آور ہو جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں "ہم تو وہاں سے ہجرت کر کے بورڈنگ میں منتقل ہو گئے تھے مگر فیض محمد صاحب نے اہل خانہ سمیت اپنا مکان نہ چھوڑا اور وہیں مقیم رہے"۔

اب یہ بھی وہی روح ہے۔ چونکہ امام کا حکم تھا اپنے مکانوں پہ قائم رہو اس لئے یقینی طور پر حملے کی خبر پانے کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے مکان میں ڈٹے رہے۔ "جس وقت ہمارے مکان پر حملہ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

ہوا تو ہم گھر کے عقبی دروازے سے سو کے قریب افراد نکل کر بورڈنگ جا چکے تھے"۔ یعنی یہ بیان دے رہے ہیں ٹھیکیدار عبدالرزاق صاحب کہ ہم جا چکے تھے، یہ بعد میں شہید ہوئے۔ کہتے ہیں "پنڈت محمد عبداللہ صاحب نے اطلاع دی کہ فیض محمد صاحب، ان کی اہلیہ زہرہ بی بی، ان کے جواں سال بیٹے عبدالجبار صاحب اور ایک چار سالہ بچی کو سکھوں نے تلواروں اور برچھیوں سے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

ایک شہادت **ملک حمید علی صاحب** کی بھی مذکور ہے۔ یہ تاریخ میں درج ہے مگر اس کی تفاصیل موجود نہیں ہیں۔ اس خطبے کے سلسلے کا ایک یہ بھی فائدہ پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا کہ اب جو بھی ان کے عزیز سنیں گے وہ انشاءاللہ ان کے متعلق تفصیلی معلومات مزید مہیا کر دیں گے۔ ملک حمید صاحب کے متعلق جو کچھ معلوم ہے وہ یہ ہے کہ مکرم ملک بشیر احمد صاحب کنجاہی کے فرزند اور جناب ملک غلام فرید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایم۔اے۔ کے رشتہ میں بھتیجے تھے۔ آپ کو ملٹری نے پکڑا اور ہائی سکول قادیان کے پیچھے لے جا کر گولی مار کے شہید کر دیا۔

ایک شہید کا نام **ماسٹر عبدالعزیز** ہے۔ ان کے متعلق بھی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ لیکن جو معلوم ہیں مختصر سی وہ میں بیان کر دیتا ہوں۔ آپ ننگل باغبان متصل قادیان کے رہنے والے تھے۔ لاہور سے واپس آ رہے تھے قادیان نہیں پہنچ سکے۔ یہ لاہور سے اسی غرض سے واپس آ رہے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ کا حکم تھا کہ قادیان والے قادیان نہ چھوڑیں۔ یہ باوجود اس کے کہ باہر محفوظ جگہ پہنچ چکے تھے پھر بھی قادیان واپسی کا فیصلہ کیا ہوا تھا۔ ان کے متعلق یقینی طور پر پتہ نہیں چل سکا کہ کیسے شہید ہوئے مگر جب کچھ عرصہ غائب رہے تو روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ بٹالہ میں ان کو شہید کیا گیا۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب کسی وقت مدرسہ احمدیہ میں مدرس بھی رہے ہیں۔

اب دو ایسی شہادتیں ہیں جن کا ذکر خصوصی طور پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے مضمون "قادیان کی خونریز جنگ" میں کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان الفاظ میں یہ ذکر کیا کہ قادیان کے مرکزی حصے پر جو حملہ ہوا اس میں ایک شاندار واقعہ ہوا۔ بہت سے واقعات میں اس واقعہ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک شاندار واقعہ بیان کیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ قرون اولیٰ کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے۔ "جب حملہ کرتے وقت پولیس اور سکھ شہر کے اندر گھس آئے اور شہر کے مغربی حصے کے لوگوں کو مار پیٹ کر خالی کرانا چاہا اور وہ لوگ مشرقی حصے میں منتقل ہو گئے تو معلوم ہوا کہ گلی کے پار ایک گھر میں چالیس عورتیں جمع تھیں وہ وہیں رہ گئی ہیں"۔ ہمارے مغرب میں قادیان میں ہندوؤں کے محلے تھے اور وہیں احمدی بھی پہلے آباد ہوا کرتے تھے۔ تو جب یہ خطرہ ہوا تو احمدیوں کو محفوظ جگہ پہنچانے کا وقت کسی طرح نہ مل سکا اور وہیں بعض گھروں میں وہ اکٹھے ہو گئے اور حسب توفیق والنٹیئر ان کو لے کے آتے رہے۔ یہ پس منظر ہے جس میں یہ واقعہ ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں شہر کے مغربی حصے کے لوگوں کو مار پیٹ کر جگہ خالی کروانی شروع کی یعنی پہلے فوجیوں نے اور پولیس نے یہ کام شروع کیا اور وہ لوگ جو مشرقی حصے میں منتقل ہو گئے تھے یعنی مغربی حصے سے جو احمدیوں والا حصہ تھا مشرقی اس میں منتقل ہو گئے اس وقت معلوم ہوا کہ گلی کے پار ایک گھر میں چالیس عورتیں جمع تھیں وہ وہیں رہ گئی ہیں۔ "بعض افسران ان کو نکلوانے کے لئے گلی کے سرے پر جو مکان تھا وہاں پہنچے اور ان کے نکالنے کے لئے دو نوجوانوں کو بھیجا"۔ وہاں پھٹے لگا کر ایک عارضی پل بنا لیا جایا کرتا تھا تو پھٹوں پر سے یہ گزر کر گئے ہیں، یہ نوجوان جس وقت گلی پار کرنے لگے تو سامنے کی چھتوں سے پولیس نے ان پر بے تحاشہ گولیاں چلا دیں اور وہ لوگ واپس گھر میں آنے پر مجبور ہو گئے۔ تب لکڑی کے تختے منگوا کر، یہ غالباً لکڑی کے تختے منگوائے گئے ہیں پہلے نیچے سے جانے کی کوشش کی ہو گی عام گلی میں سے لیکن وہاں وہ عین لوگوں کے نشانے میں تھے اور خطرہ تھا کہ شاید کوئی بھی بچ نہیں سکے گا۔ اس لئے اس کے بعد جو ترکیب سوجھی کسی کو کہ لکڑی کے پھٹے لگائے جائیں اور بہت تیزی سے چھلانگ لگا کر ان پھٹوں پر سے گزر جائیں۔

دو نوجوان اس کام کے لئے گئے تھے یعنی دو نوجوانوں نے پیش کیا کہ ہمیں بھیجیں پھٹوں کے اوپر سے ہم انشاءاللہ جا کر احمدی خواتین کو نکال لائیں گے۔ ان میں ایک **غلام محمد صاحب ولد مستری غلام قادر صاحب سیالکوٹی** تھے اور دوسرے **عبدالحق** نام قادیان کے تھے جو احمدیت کی طرف مائل تو تھے اور احمدی مجاہدین کے ساتھ خدمت میں بھی بھرپور حصہ لے رہے تھے مگر ابھی جماعت میں شامل نہیں تھے۔ یہ دونوں نوجوان برستی گولیوں میں سے پھٹے پر سے کودتے ہوئے اس مکان میں چلے گئے جہاں چالیس عورتیں موجود تھیں۔ انہوں نے ایک ایک عورت کو کندھے پر اٹھا کر تختے پر ڈالنا شروع کیا اور مشرقی مکان والوں نے انہیں کھینچ کر اپنی طرف لانا شروع کیا۔

جب وہ اپنے خیال میں سب عورتوں کو نکال چکے اور خود واپس آ گئے اور محفوظ تھے تو معلوم ہوا کہ انتالیس عورتیں آئی ہیں اور ایک نہیں آئی حالانکہ یہ یقینی خبر تھی کہ چالیس عورتیں ہیں۔ ایک بڑھیا عورت جو گولیوں کے ڈر کے مارے ایک کونے میں چھپی ہوئی تھیں وہ وہیں رہ گئی۔ اب ایسے موقع پر انسان کہہ سکتا ہے کہ انتالیس آ گئی ہیں ٹھیک ہے۔ اب اپنے جوانوں کو خطرے میں کیوں ڈالیں بڑھیا عورت ہے ویسے ہی مرنے کے قریب ہے اس کو وہیں چھوڑ دیں۔ مگر وہ وقت ایسا تھا جبکہ احمدی مجاہدین ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ غلام محمد صاحب ولد میاں غلام قادر صاحب سیالکوٹی اور اسی طرح ان کے علاوہ عبدالحق صاحب یہ دو تھے جنہوں نے کہا کہ ہم جاتے ہیں فکر نہ کریں۔

چنانچہ غلام محمد صاحب ولد میاں غلام قادر صاحب جب یہ دوڑے ہیں تختے پر سے اس طرف سے بڑھیا کو ڈھونڈنے کے لئے تو جاتے ہوئے سامنے سے ان کے پیٹ میں گولی لگی اور بہت گہرا زخم آیا، انتڑیوں کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ لیکن بڑے ہمت والے، بڑے مضبوط جوان تھے۔ انہوں نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو سنبھالا اور پھر بھی جا کر اس بڑھیا کو نکالنے کی کوشش کرنے کے لئے اندر چلے گئے لیکن توفیق نہ مل سکی اور وہاں دروازے پر دوسری طرف اسی کمرے میں گر گئے۔ اس پر وہ جو غیر احمدی دوست تھے عبدالحق صاحب انہوں نے کہا اب میں جاتا ہوں چنانچہ وہ بھی گئے اور انہوں نے بڑھیا کو نکال لیا اور جب وہ واپس آنے لگے تھے تو ان کی پیٹھ پہ گولی لگی اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

ان دو واقعات میں ایک ایسی عجیب بات بھی مضمر ہے جس سے قبولیت دعا کا بھی پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کس طرح باریک باریک اشاروں سے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ میں اپنے بندوں کی دلی آرزوؤں کو پوری کیا کرتا ہوں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ہسپتال تو نہیں تھا جس جگہ بھی انہیں لے جایا گیا تھا وہاں عارضی طور پر طبی امداد مہیا کی گئی تھی لیکن چونکہ اندر کا زخم بہت زیادہ گہرا تھا اور ناقابل علاج تھا اس لئے ان کے بچنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ مگر آخر وقت تک ہوش قائم رہی۔ اس وقت انہوں نے جو عیادت کے لئے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کو بتایا کہ مجھے اسلام اور احمدیت پر پکا یقین ہے۔ تم گواہ رہو کہ میں اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے جان دے رہا ہوں۔ یہ واقعات بھی ایسے ہیں جو اسلام کی عظیم پرانی تاریخ کو زندہ کرنے والے اور اس کو دکھانے والے واقعات ہیں۔ صحابہ مرتے وقت دوسروں کو گواہ کر دیا کرتے تھے گواہ رہو کہ ہم اسی دین پر جان دے رہے ہیں۔

پھر انہوں نے ایک اور بات بیان کی۔ کہتے ہیں میں اپنے گھر سے اسی لئے نکلا تھا کہ میں اسلام کے لئے جان دوں گا۔ آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں نے اس مقصد کے لئے جان دے دی۔ جب میں گھر سے چلا تھا تو میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ بیٹا دیکھنا پیٹھ نہ دکھانا۔ اب اس بات میں بہت گہرا یہ راز مضمر ہے جو شاید ویسے ذہنوں میں نہ ابھرے کہ ان کو سامنے گولی لگی ہے پیٹھ پیچھے نہیں لگی اور جو غیر احمدی تھے ان کو پیٹھ پیچھے گولی لگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرق کر کے دکھا دیا کہ ایک کی ماں کی دعا تھی سامنے سے مار کھانا، پیٹھ نہ دکھانا۔ واقعۃً اس نے پیٹھ نہ دکھائی۔ یہ وہ پہلو ہیں جو ان کی شہادت کو بہت ہی عظیم کر کے دکھا رہے ہیں اور پھر انہوں نے اپنی ماں کے نام یہ پیغام بھیجا کہ میری ماں سے کہہ دو کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کر دی ہے اور یہ پیغام دے کر انہوں نے جان دے دی۔ "قادیان کی خونریز جنگ" بحوالہ تاریخ احمدیت یہ واقعہ درج ہے۔

اب ایک واقعہ **محمد رمضان، عالم بی بی، چراغ دین، جان بی بی، منور احمد وغیرہ شہداء** کا میں بیان کرتا ہوں۔ ٹھیکیدار ولی محمد صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی زندہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم محمد رمضان صاحب کا خاندان موضع کھارا نزد قادیان کا رہائشی تھا۔ ان کا خاندانی پیشہ زمینداری تھا۔ پہلے ان کا خاندان کسی پیر کا مرید تھا۔ خدا کے فضل سے ۳۶ء یا ۳۷ء میں سب خاندان احمدی ہو گیا۔ مکرم محمد رمضان صاحب اور مکرم چراغ دین صاحب جو دونوں بھائی مخلص احمدی تھے، دیانت میں اتنے مشہور تھے کہ جب غدر کے وقت حالات خراب ہوئے تو اکثر لوگ اپنی امانتیں محمد رمضان کے پاس آ کر جمع کرایا کرتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ یہاں ان کا مال محفوظ رہے گا۔

جب ہندو تاجر کھارا کے علاقہ میں آ کر آباد ہونا شروع ہوئے تو انہوں نے گورنمنٹ سے یہ درخواست کی کہ ان کو یہ علاقہ خالی کر کے دیا جائے۔ سکھوں اور ہندوؤں کے کردار کا یہ فرق ہے کہ سکھ تو بزور شمشیر خود علاقہ خالی کروا لیا کرتے تھے۔ ہندوؤں کا یہ مطالبہ تھا کہ پہلے خالی کراؤ پھر ہم جائیں گے۔ تو پرانے بنی اسرائیلیوں کی کچھ روایات ان میں ابھی تک زندہ ہیں۔ بہر حال انہوں نے حکومت سے یہ درخواست کی اور حکومت خاص طور پر ہندوؤں کا تو بہت ہی لحاظ کرتی تھی کہ ہمیں پہلے خالی کرا دو پھر ہم داخل ہونگے۔ جب قادیان میں جماعت کو علم ہوا کہ کھارا کے احمدی اس وقت مشکل میں ہیں تو کچھ خدام سینوں پر اسلحہ باندھ کر ہماری مدد کو پہنچے۔ یعنی ولی محمد صاحب یہ واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ سکھوں نے ان کی مزاحمت کی مگر خدام نے جرأت اور بہادری کے ساتھ سکھوں پر فائرنگ کی حتیٰ کہ گاؤں کا ایک حصہ سکھوں نے بالکل خالی کر دیا اور خدام گاؤں کے اندر داخل ہو گئے اور احمدیوں کو کہا کہ آپ لوگ سورج نکلنے سے پہلے پہلے قادیان چلے جائیں تب آپ لوگ بچ سکتے ہیں۔

چنانچہ اسی ہدایت پر ٹھیکیدار ولی محمد صاحب کے بزرگوں کے سوا سب احمدی سورج نکلنے سے پہلے قادیان چلے گئے مگر ٹھیکیدار ولی محمد صاحب کے بزرگ قائم رہے کہ نہیں ہم یہ جگہ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

یہ گھرانہ چونکہ زمینداری کی وجہ سے مشہور تھالہذا سکھوں کا خیال تھا کہ یہاں بہت زیادہ مال و دولت ہو گی۔ سکھوں نے جب اس گھر پر حملہ کیا تو اس حملے میں ٹھیکیدار ولی محمد صاحب کی والدہ محترمہ عالم بی بی صاحبہ، چچا چراغ دین صاحب، چچی جان بی بی صاحبہ، چچا کا بیٹا تین سالہ منور احمد اور چچا کی ایک بیٹی اور رشتے دار **محمد شریف آف قادر آباد** کو گھر پر ہی شہید کر دیا گیا۔ حملے کے وقت اگرچہ محمد رمضان صاحب اپنے تین سالہ پوتے کو ساتھ لے کر گھر سے نکلنے میں کامیاب تو ہو گئے مگر سکھوں نے پیچھا کر کے تالاب کے قریب ان کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

اب ایک اور دوست **مکرم نیاز علی صاحب کھاریاں** کی شہادت کا ذکر کرتا ہوں۔ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی بیان فرماتے ہیں کہ میرا ایک بچہ حمید احمد جو مرکزی حفاظت کا فریضہ ادا کرنے والوں میں شامل تھا اور محلّہ کی مخدوش حالت کی اطلاع پا کر اور یہ سن کر کہ سکھوں کے حملے کا بہت بڑا زور ہمارے مکان کے پاس ہے میری خبر معلوم کرنے کے لئے گھر آیا تھا اور ہم یہ دیکھ کر کہ قریب قریب کی عورتیں اور بچے جا چکے ہیں اپنے مکان سے نکلے اور بابو اکبر علی صاحب مرحوم کی کوٹھی میں پہنچے جہاں مرکزی حفاظت کرنے والے نوجوان مقیم تھے۔ میرے وہاں جانے کے تھوڑی دیر بعد انچارج صاحب کو اطلاع پہنچی کہ ایک مکان میں ابھی تک بہت سی عورتیں اور بچے محصور ہیں اور خطرہ لحظہ بہ لحظہ بڑھتا چلا جا رہا ہے ان کو بحفاظت نکالنے کا انتظام کیا جائے۔

اس پر انچارج صاحب نے نوجوانوں کو آواز دی اور وہ دوڑتے ہوئے آ کر ان کے گرد جمع ہو گئے اور جب انہیں بتایا گیا کہ فلاں مکان میں عورتیں اور بچے موجود ہیں ان کو نکال لائیں تو ایک لحظہ کے توقف کئے بغیر سارے کے سارے نوجوان جن کی تعداد پندرہ بیس سے زیادہ نہ تھی ملٹری اور سکھوں کی گولیوں اور سکھوں کی کرپانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے محض لاٹھیاں لے کر دوڑ پڑے اور تھوڑی ہی دیر میں دو سو کے قریب عورتوں اور بچوں کو بحفاظت نکال لائے۔ یہ بھی رعب کی نصرت کی ایک عجیب مثال ہے۔ ایک طرف فوج بھی تھی، پولیس بھی تھی، سکھ ہر قسم کے ہتھیاروں، رائفلوں، کرپانوں وغیرہ سے مسلح اور مقابل پر یہ پندرہ بیس صرف لاٹھی بردار اور ان کو یہ توفیق مل گئی کہ ان کے حملے کو چیرتے ہوئے، ان کے جتھے کو چیرتے ہوئے بیچ میں سے رستہ بنایا اور محفوظ طریق پر عورتوں اور بچوں کو نکال لائے۔ کسی قسم کی کسی گھبراہٹ کا کوئی اظہار نہیں کیا۔

جب ہمارے مجاہد ان کو اپنی حفاظت میں بورڈنگ کی طرف لا رہے تھے تو موضع سے قادیان آنے والے رستے کے قریب جو محلّہ دار الرحمت اور محلّہ دار العلوم کے درمیان واقع ہے بہت سے مسلح سکھوں نے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر ہمارے نوجوان جن کے پاس لاٹھیاں تھیں ان کے مقابلے پر ڈٹ گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دکھایا کہ ان سکھوں کو توفیق نہ ملی ان کو مارنے کی۔ جب تک ملٹری اور پولیس والے وہاں نہ پہنچے۔ اس سے پہلے کئی سکھوں کو یہ پندرہ بیس نوجوان لاٹھیوں سے مار کے بھگا چکے تھے اور ہمارے نوجوانوں میں سے کسی کو خراش تک نہیں آئی تھی۔ خواتین اور بچوں کو نرغے سے نکالنے کے لئے جو مجاہدین اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر مردانہ وار آگے بڑھے تھے ان میں ایک مجاہد جو نہایت سنجیدہ نوجوان اور رضاکار بن کر قادیان کی حفاظت کی غرض سے کھاریاں ضلع گجرات سے آیا ہوا تھا اس کا نام نیاز علی تھا۔ نہ معلوم اپنے ساتھیوں سے کس طرح علیحدہ ہو گیا بعد میں معلوم ہوا کہ ملٹری نے نہایت سفاکی سے ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

اب یہ دیکھیں کتنا عظیم خدا تعالیٰ کی نصرت کا معجزہ ہے کہ پندرہ بیس لاٹھی بردار بغیر کسی رائفل کے جاتے ہیں اور سکھوں کے لشکر کے بیچ سے رستہ بناتے ہوئے، صفیں چیرتے ہوئے فوج اور پولیس کی گولیوں سے بے خوف پار اتر جاتے ہیں اور احمدی عورتوں اور بچوں کو نکال لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس عرصہ میں ان کو خراش تک نہیں آتی جبکہ کئی سکھ جن کی تعداد معین نہیں وہ ان کی لاٹھیوں سے ہی مارے گئے۔ تو یہ واقعات بتاتے ہیں کہ **احمدیت کوئی مسیح موعود کا لگایا ہوا پودا نہیں۔ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس کو اللہ نے آپ کے ہاتھ سے لگوایا ہے اور یہ پودا کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ یہ لازماً بڑھے گا اور لازماً ہمیشہ ترقی کرتا چلا جائے گا اور دشمن کی پھونکیں اس روشن چراغ کو کبھی بجھا نہیں سکیں گی جسے حضرت محمد مصطفی صل اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اور قرآن کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں روشن کیا گیا ہے۔**

اب ایک شہادت **عبدالمجید خان صاحب** کی ہے جن کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم کے یہ ماموں تھے۔ آپ مسجد اقصیٰ قادیان میں قرآن کریم کی کلاس لیا کرتے تھے۔ مرحوم تقسیم ملک کے بعد دوبارہ قادیان گئے۔ اس وقت آپ پاکستان کی فوج کے ملازم تھے۔ انہوں نے چاہا کہ میں اپنے والدین کو جا کر لے آؤں۔ بہت دلیر تھے۔ لوگوں نے منع بھی کیا مگر وردی پہن کر عازم سفر ہو گئے۔ آپ کے جانے سے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا اور اس نے کہا وہاں پر ایک نوجوان کا سر پڑا ہوا ہے جب تحقیق کی گئی تو وہ عبدالمجید خان صاحب کا سر تھا جو کھارا سے نکلتے ہی شہید کر دئے گئے تھے۔

ایک شہادت **مکرم بدردین صاحب، ان کی اہلیہ گلاب بی بی صاحبہ اور ان کے بیٹے محمد اسمٰعیل** کی ہے۔ مکرم بدردین صاحب قادیان کے قریبی گاؤں سیکھواں کے رہنے والے تھے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ہر جمعہ باقاعدگی سے قادیان پیدل جا کر پڑھتے تھے۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ گلاب بی بی صاحبہ بھی پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ احمدیت کی خاطر ہر مشکل کو برداشت کرنے والی تھیں۔ آپ کے بیٹے محمد اسمٰعیل صاحب نے والدین کی تربیت سے صالح ہونے کا مقام حاصل کیا تھا۔ بہت نیک انسان تھے۔ یہ بھی ہر جمعہ قادیان جایا کرتے تھے اور حفاظت مرکز کی ڈیوٹی بڑے شوق سے کرتے تھے۔

واقعہ شہادت۔ تقسیم ملک کے اعلان کے بعد گاؤں کے اکثر احمدی قادیان منتقل ہو چکے تھے لیکن ابھی گاؤں کلیۃً نہیں چھوڑا تھا اچانک سکھوں نے گاؤں پر ہلہ بول دیا اور مسلمانوں کے گھروں پر قبضہ کر لیا اور ان کو گاؤں چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ مکرم ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بدردین صاحب، والدہ گلاب بی بی صاحبہ اور بھائی اسمٰعیل صاحب گاؤں سے ایک قافلے کے ساتھ قادیان آ رہے تھے کہ قافلے پر سکھوں نے حملہ کر دیا۔ میں خود اس قافلے میں شامل تھا۔ وہاں پر میرے والد، والدہ اور بھائی اسمٰعیل کو شہید کر دیا گیا۔ حملہ کے وقت مجھے میرے والد صاحب نے اشارہ کیا کہ بھاگ جاؤ یعنی اپنے نکلنے کی وجہ یہ بیان کر رہے ہیں کسی بزدلی کی وجہ سے نہیں گیا تھا، والد کی اطاعت میں گیا ہوں۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا بچنا محال ہے۔ پس غالباً اپنی نسل کو جاری رکھنے کی تمنا پوری کرنے کی خاطر انہوں نے اشارہ کیا کہ تم نکل جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ اس حملے کے باوجود اس گھیرے سے باہر آ گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے۔ مگر اثر یہ تھا کہ بدحواس ہو چکے تھے، کوئی ہوش نہیں رہی تھی، میں کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں، کیا ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مرحوم شہید باپ کی خواہش کو پورا کرنا تھا اور نسل کو جاری رکھنا تھا چنانچہ کچھ دوستوں کو ان کا علم ہوا یعنی بھٹکتے بھٹکتے پھرتے ہوئے بعض احمدی دوستوں کی نظر میں آ گئے اور وہ ان کو پکڑ کے قادیان لے آئے اور جہاں تک شہداء کا تعلق ہے کچھ عرصے کے بعد احباب ان کے اشارے پر وہاں پہنچے اور ان کی لاشوں کو وہاں دفن کر دیا۔

اب آخری ذکر **مکرم عبدالرحمن صاحب شہید** کا ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں جو شہادتیں ہوئی ہیں قادیان میں تقسیم کے وقت ان شہادتوں میں یہ آخری ذکر میں کر رہا ہوں اس کے بعد یہ تذکرہ ابھی لمبا ہے اور بہت دیر چلتا رہے گا۔ ابھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے کی شہادتوں کا دور ہے بہت عظیم دور ہے۔ پھر اس عاجز کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے جو بعض لوگوں کو شہید ہونے کی توفیق بھی دی ان کا بھی ذکر ہو گا تو یہ سلسلہ اللہ بہتر جانتا ہے کب تک چلے گا۔ ہو سکتا ہے جلسہ سالانہ تک یہ خطبات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جو معلومات اکٹھی ہونگی ان کے علاوہ جو شہداء کے خاندان ہیں خصوصاً ان کے دل میں اپنے ماں باپ کی قربانیاں احمدیت کے ساتھ ایک غیر معمولی وابستگی پیدا کر دیں گی، وابستگی ہے تو اس وابستگی کو اور بھی چمکا دیں گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ شہادتوں کا یہ سلسلہ، سلسلہ وار آگے بڑھتا رہے گا اور اگلی صدی تک ان کی یادیں اور شہداء بھی پیدا کرتی رہیں گی۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ جو شہداء کے ذکر کا چلا ہے یہ بہت بابرکت ثابت ہو گا۔

کیپٹن نور احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن صاحب شہید پیرو شاہ کے رہنے والے تھے اور فوج میں حوالدار تھے اور بڑے بہادر تھے۔ ہماری ملاقات حفاظت مرکز کے سلسلے میں قادیان میں ہوئی۔ واقعۂ شہادت یہ ہے کہ کیپٹن صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ ہمیں کسی شخص نے تلونڈی جھنگلاں میں یہ اطلاع دی کہ دھوپ سڑی میں ہم نے کنویں میں تھری ناٹ تھری کی رائفل پھینک دی ہے۔ ان حالات میں اس زمانے میں تھری ناٹ تھری کی رائفل کی احمدیوں کے نزدیک بڑی قدر تھی کیونکہ دشمنوں نے تو مشہور کیا تھا کہ بے انتہا اسلحہ ہے لیکن بہت معمولی اسلحہ تھا۔ ایک تھری ناٹ تھری رائفل کے لئے مجاہد جان دینے کے لئے تیار بیٹھے تھے کیونکہ اس رائفل کے ذریعے کئی لوگوں کی جانیں بچائی جا سکتی تھیں۔ تو مکرم کیپٹن شیر ولی صاحب نے کیپٹن نور احمد صاحب کے بیان کے مطابق مجھے پانچ آدمیوں کے ہمراہ بھیج دیا کہ آپ لوگ جا کر رائفل تلاش کر لائیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کنویں کے ساتھ رسی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے کنویں میں اترا جاوے۔ میں نے کسی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے ہی میری پشت میں ایک برچھی دھنس گئی۔ مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوئی لیکن میں نے اس کی پروا کئے بغیر کنویں میں غوطہ لگایا لیکن کنویں میں کوئی رائفل نہیں تھی۔ ایک غلط اطلاع تھی یا کسی نے دیکھ لیا ہو گا رائفل پھینکتے ہوئے اور ان کے پہنچنے سے پہلے نکال لی۔ صرف تین چار برچھیاں تھیں جن میں سے ایک برچھی نے ان کو زخمی کیا۔ واپسی راجن پور کے قریب ہم نے دیکھا کہ کچھ سکھ وہاں سے نکل رہے ہیں۔ ہم پرواہ کئے بغیر آگے بڑھ گئے لیکن عبدالرحمٰن صاحب حوالدار پیچھے ہی رہ گئے۔ جب سکھوں نے دیکھا تو بھاگ کر آئے اور موقع پر ہی عبدالرحمٰن صاحب کو شہید کر دیا۔ ہمیں اس واقعہ کی اطلاع بعد میں ملی۔ ہم جب تلونڈی جھنگلاں پہنچے تو پیچھے سے آنے والے کسی آدمی نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن کو سکھوں نے مار دیا ہے اور لاش کماد میں پھینک دی ہے یعنی گنے کے کھیت میں۔ ہم لوگ وہیں سے جائے واردات کی طرف لوٹے اور عبدالرحمٰن کی لاش کو حفاظت سے واپس لے آئے۔

تو یہ روح تھی جو اس زمانے میں کارفرما تھی۔ عظیم بہادری کے نمونے دکھائے ہیں مجاہدین نے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ آپ تلاش کر کے دیکھیں تاریخ میں، **اسلام کی اولین تاریخ کے سوا آپ کو اس قسم کی بیباک شہادتوں اور قربانیوں کے واقعات اور نظر نہیں آئیں گے۔** میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ ان واقعات کی یادوں کو ہمیشہ اپنے دل کی دنیا میں آباد رکھیں گے اور آپ کے دل کی دنیا ان واقعات کی یاد سے جگمگاتی رہے گی اور انہی میں سے، انہی لوگوں میں سے جن کے دلوں میں یہ یادیں وابستہ ہیں آسمانِ احمدیت پر چمکنے والے ستارے بھی پیدا ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی
از صفحہ ۴

بھر میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ بچوں اور طالب علموں کے لئے اسلامی تعلیم اور دینیات پر مشتمل کتابیں بھی آپ نے شائع کیں جنہیں خاص پذیرائی حاصل ہوئی۔ الغرض تالیفات و تصنیف کا کام آپ زندگی بھر کرتے رہے۔ ضعیف العمری میں بھی جب کہ آپ کی عمر ساٹھ کی دہائی میں داخل ہو چکی تھی حکومت کے کہنے پر آپ نے ایک بہت محنت طلب کام سرانجام دے کر علمی اور ادبی حلقوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ صدر ایوب خان نے اپنے دور حکومت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ سرسید احمد خان کی تصنیف کردہ کتب کے علاوہ ان کے مختلف علمی، تبلیغی اور اصلاحی موضوعات پر جو بیشمار مضامین اور مقالے اس زمانہ کے رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہے تھے ان سب کو جمع کر کے ایک سلسلہ کتب کی شکل میں شائع کیا جائے۔ یہ وقت طلب اور خارا شگاف کام لاہور کی مجلس ترقیٔ ادب کے سپرد ہوا۔ اس کام کے لئے مجلس کی نگاہ انتخاب محترم شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی پر پڑی۔ جملہ اراکین مجلس جنہیں اردو ادب میں مشاہیر کا درجہ حاصل تھا اس بات پر متفق تھے کہ یہ رطل گراں اگر کوئی اٹھا سکتا ہے تو وہ یہی ضعیف العمر مرد میدان ہے کیونکہ سرسید احمد خان اور مولانا الطاف حسین حالی کی تصانیف و تحریرات اور ان کے اصلاحی کاموں کے بارہ میں اس نحیف و نزار کہنہ مشق قلمکار کو ہی سند کا درجہ حاصل ہے۔ چنانچہ مجلس ترقیٔ ادب کے اراکین کے اصرار پر آپ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور تن تنہا سرسید احمد خان کے بکھرے ہوئے مقالات کو پرانے زمانہ کے رسائل و اخبارات سے جمع کر کے اور بعض ایسے مقالوں کو جو بظاہر نابید ہو چکے تھے پرانے علم دوست اور ادب نواز مشاہیر کے ورثاء کے ذاتی کتب خانوں سے اخذ کر کے سولہ ضخیم جلدوں میں مرتب کر دکھایا۔ پھر ایک بڑا کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ شمالی ہندوستان کے بے شمار علمی گھرانوں میں سرسید احمد خان کے تحریر کردہ جو مکتوب محفوظ چلے آ رہے تھے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ آپ یہ کام چالیس سال سے کر رہے تھے۔ تلاش بسیار کی ان مسلسل کاوشوں کے دوران جو خط بھی آپ کو دستیاب ہوتا اسے آپ نقل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور اصل خط اس کے مالک کو واپس کر دیتے۔ اس طرح آپ کے پاس سرسید احمد خان کے خطوط کا ایک بہت ضخیم مسودہ جمع ہو گیا تھا۔ اس مسودہ کے کاغذ بوجہ امتداد زمانہ بوسیدہ ہو چکے تھے اور ان پر تحریر کردہ خطوط کی روشنائی بھی پھیکی پڑ چکی تھی۔ اس بات کا خطرہ تھا کہ اصل خطوط کی طرح ان کی نقول کا یہ بوسیدہ مسودہ بھی کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ آپ نے وہ مسودہ بھی مجلس ترقی ادب کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح "مکتوبات سرسید" کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب ہو گئی جس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ مزید برآں بہت سی نایاب قدیمی کتابوں کو آپ نے از سر نو ایڈیٹ کر کے اور جگہ جگہ توضیحی و تشریحی حواشی درج کر کے ان کی افادیت میں اضافہ کیا اور اس طرح انہیں بہتر نقش ثانی کے طور پر شائع کرنے کے قابل بنایا۔ سرسید احمد خان کی آپ کی ایڈیٹ کردہ ایسی کتابیں مختلف اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع ہوئیں اور محترم شیخ صاحب کے اس کام کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

زندگی بھر جاری رہنے والی ادبی خدمات کی قدر افزائی

محترم شیخ صاحب کے گرانقدر ادبی کارنامو‌ں کا ملک بھر میں ایسا ڈنکا بجا اور ہر طرف سے ایسا تحسین و آفریں کا غلغلہ بلند ہوا کہ بالآخر حکومت پاکستان نے بھی ۱۹۷۰ء میں آپ کی عمر بھر جاری رہنے والی ادبی خدمات کی اس رنگ میں قدر افزائی کی کہ آپ کو حسن کارکردگی کے صدارتی ایوارڈ کا حقدار قرار دے کر حسن کارکردگی کا تمغہ اور سند آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اس اعزاز کے ملنے پر ملک بھر سے کثیر تعداد میں تہنیتی خطوط آپ کو موصول ہوئے۔ خطوط ارسال کرنے والوں میں غیر ملکی سفیروں، پاکستانی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں، پروفیسروں، ادیبوں اور دیگر نامور دانشوروں کے خطوط بھی شامل تھے لیکن سب سے زیادہ خوشی آپ کو اپنے آقا سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن) خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دعاؤں سے پر تہنیتی والہ نامہ سے ہوئی۔ چنانچہ محترم شیخ صاحب نے خاکسار کے تہنیتی خط کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ جو والہ نامہ ارسال کیا اس میں سب سے زیادہ خوشی کا اظہار اس بات پر فرمایا کہ آپ کے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ازراہ شفقت اپنے اس خادم کو مبارکباد سے نوازا اور اسے ایوارڈ ملنے پر نہ صرف خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ حسنات دارین عطا ہونے کی دعائیں دے کر اپنے ادنیٰ خادم کے دل کو خوشیوں سے بھر دیا۔

اس موقع پر محترم شیخ صاحب موصوف کو ملک بھر سے جو تہنیتی خطوط موصول ہوئے ان میں سے بعض خطوط دیکھنے کا مجھے بھی موقع ملا تھا۔ اکثر ادیبوں نے تو حق بحقدار رسید کے مفہوم کے حامل رسمی الفاظ میں مبارکباد دی تھی لیکن مبارکباد پیش کرنے میں بعض مشاہیر کا انداز سب سے جدا، نرالا اور انوکھا تھا اور وہ آئینہ دار تھا اس حقیقت کا کہ ان کی دل جذبات مسرت کی فراوانی سے جھوم اٹھا ہے۔ ان مشاہیر میں سے دو کے جذبات مسرت اور ادب و احترام سے مملوء قدر دانی و قدر افزائی کا کچھ احوال ملاحظہ فرمایئے۔ مشہور ماہر تعلیم، انگریزی ادب کے نامور استاد اور بلند پایہ دانشور محترم جناب پروفیسر حمید احمد خان وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے اپنے تہنیتی مکتوب میں تحریر فرمایا، آپ ایسی مربی و محسن اور ادب نواز ہستی کو ادب کے صدارتی ایوارڈ کا ملنا آپ کے لئے اعزاز کا باعث نہیں ہے بلکہ یہ تو خود اس ایوارڈ کے لئے عزت و توقیر اور فخر و مباہات کا موجب ہے کہ ادب کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی عظیم ہستی کے سینہ پر سجنے کا اعزاز اس کے حصہ میں آیا۔ اسی طرح مشہور ادیب و صحافی اور نامور قلمکار جناب حامد علی خان ڈائریکٹر ادارۂ فرینکلین لاہور نے اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا "محترم شیخ صاحب موصوف آپ کو صدارتی ایوارڈ ملنے پر مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ اس خوشی کی گہرائی و گیرائی بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ میری خوشی کا کچھ اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوا اور ہو رہا ہے کہ یہ ایوارڈ خود مجھے ملا ہے۔ الغرض بڑے بڑے نامی گرامی ادیبوں اور دیگر اہم شخصیتوں نے محترم شیخ صاحب کو ایسے ایسے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا جو آب زر سے لکھنے کے قابل تھے۔ لیکن افسوس وہ سب تہنیتی خطوط محفوظ نہ رہ سکے۔ آپ کے نہایت علم دوست اور عالم و فاضل فرزند برادر مکرم شیخ محمد احمد پانی پتی تو آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ کے دوسرے فرزند برادرم شیخ مبارک محمود پانی پتی آپ کے بعد طویل عرصہ زندہ رہے لیکن جماعتی سرگرمیوں اور دیگر کاموں میں منہمک رہنے کی وجہ سے وہ آپ کے علمی خزانہ کی خاطر خواہ حفاظت نہ کر سکے۔ آپ کے کتب خانہ کے ساتھ یہ تہنیتی خطوط بھی ضائع ہو گئے۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

خدمت خلق کا عظیم موقعہ
بیوت الحمد منصوبہ

جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک عظیم مقصد خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ پہلی مالی تحریک "بیوت الحمد منصوبہ" اس فریضہ کی تکمیل کیلئے ایک سنہری موقع ہے۔ اس سکیم کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے غریب، نادار اور بے گھر افراد کو گھروں کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ چنانچہ ۸۴ مستحق خاندان اس خوبصورت اور ہر بنیادی سہولت سے آراستہ بیوت الحمد کالونی ربوہ میں آباد ہو کر اس بابرکت تحریک کے ثمرات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ابھی اس کالونی میں پہلے مرحلہ کی تکمیل میں دس مکان تعمیر ہونا باقی ہیں۔

اس کے علاوہ ربوہ اور پاکستان بھر میں ساڑھے تین صد سے زائد مستحق گھرانوں کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت توسیع مکان کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر ثواب کی خاطر اس بابرکت تحریک میں ضرور شمولیت فرمائیں۔

☆......احباب کے علم کی خاطر پورے مکان کے اخراجات کی ادائیگی کی گرانقدر پیشکش بھی ہو سکتی ہے۔ آج کل کے حالات میں اس کا تخمینہ لاگت چار لاکھ روپے ہے۔

☆......حسب استطاعت ایک لاکھ یا اس سے زائد مالی قربانی۔

☆......حسب توفیق جس قدر بھی مالی قربانی پیش کر سکیں۔

امید ہے آپ اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں گے۔ یہ رقوم جماعت میں بھی جمع کرائی جا سکتی ہیں اور خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بیوت الحمد کی مد میں بھجوائی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت خلق کے عظیم فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(سیکرٹری - بیوت الحمد)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ
سلامی اور شنکن
(SALAMI & SHINKEN)
عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون
احمد برادرز
خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں
آج ہی رابطہ کیجئے
CH.IFTIKHAR & BROTHERS
TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے دورۂ جرمنی ۱۲/ مئی تا ۲۴/ مئی ۱۹۹۹ء کی مصروفیات کی ایک جھلک

(رپورٹ: صادق محمد طاھر۔جرمنی + ابو لبیب ۔برطانیه)

(چوتھی قسط)

۲۱/ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ جرمنی کے مشہور شہر ہائیڈل برگ کے قریبی علاقہ Eppelheim کے ایک وسیع ہال Neckerrhein halle میں پڑھائی جہاں لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع منعقد ہو رہا تھا۔ اس طرح نماز جمعہ سے قبل حضور انور کے خطبہ سے ہی اس اجتماع کا افتتاح عمل میں آیا۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے گزشتہ چند ہفتوں سے جاری مضمون کے سلسلہ میں چند شہداء کا تذکرہ فرمایا جو کم و بیش نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔ (خطبه کا خلاصه الفضل انٹرنیشنل میں الگ شائع ہو چکاہے)۔

مجلس سوال وجواب

آج سہ پہر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ جرمن مہمانوں کی ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ ذیل میں بعض اہم سوالات و جوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

☆......اگر اسلام کسی کلچر کو پسند نہیں کرتا تو کیا ایسے کلچر کے تعلق میں والدین کی نافرمانی ہو سکتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کلچر ایک سوشل نظام کا یونیورسل تصور ہے اور کلچر مسلسل بڑھتا رہتا ہے جیسے پھولوں کا گلدستہ ہو اس میں اور پھول شامل کریں تو گلدستہ میں اور رنگ بھر جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا لیکن بعض نظریات ایسے ہیں جو بعض مذاہب سے خاص ہیں۔ مذہبی لحاظ سے بچوں کو صرف کلچر کے اس حصہ میں شمولیت سے باز رہنا چاہئے جس بارہ میں وہ کلچر مذہب سے متصادم ہے۔ اگر ماں باپ کا کلچر آزاد ہے اور کسی مذہب کے خلاف نہیں تو اس کلچر میں رہنے میں کیا حرج ہے۔ اگر وہ کلچر مذہب سے متصادم ہے تو اس بارہ میں ماں باپ کی نافرمانی کا سوال نہیں بلکہ خدا کی نافرمانی کا سوال ہے۔

☆......کیا آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ایک روز پاکستان میں کثرت سے لوگ احمدیت کو قبول کریں گے؟

حضور انور فرمایا مجھے یقین ہے کہ خدا کے فضل سے ایک دن احمدیہ جماعت ساری دنیا میں غالب آئے گی پاکستان تو دنیا کا ایک معمولی حصہ ہے۔ مگر اس وقت آپ کے لئے اُس گھڑی کا تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ لیکن ماضی کی تاریخ میں جھانک کر دیکھیں کہ جب مسیح ناصری فلسطین میں تھے تو کتنے لوگوں نے انہیں قبول کیا تھا۔ شاید تیس آدمیوں نے لیکن انجامکار کون غالب آیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام غالب آئے اور ان کے مخالف ناکام رہے۔ ابھی یہ یقین کرنا مشکل ہے لیکن ایسا ہو کر رہنے والا ہے۔

☆...... حقیقی امن کے قیام کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امن کے موضوع پر میں نے کئی بار کہا ہے کہ امن عدل کی بنیادوں پر استوار ہو سکتا ہے اور عدل Absolute ہونا چاہئے۔ عدل ریجنل یا علاقائی نہیں ہو سکتا۔ یہ عالمی ہونا چاہئے۔ دنیا کے سیاستدانوں کو عالمی انصاف کے لئے کوشش کرنا ہو گی لیکن اس سے وہ احتراز کرتے ہیں تو حقیقی امن کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے نیچے کی منزل تعمیر کئے بغیر اوپر کی منزل بنانے کی کوشش کی جائے۔

☆ ......عورت کے متعلق قرآن مجید کیا کہتا ہے اور اسلام میں روزمرہ کی زندگی میں عورت کا کیا کردار ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک حقیقت پر مبنی کتاب ہے۔ اور خدا کے کلام کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ یہ کہتا ہے کہ عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔ حضور نے مردوں اور عورتوں میں فطری فرق کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ مرد اپنے پیٹ میں بچے نہیں اٹھا سکتے ۔ عالمی سطح پر مردوں اور عورتوں کے کھیلوں کے مقابلے الگ الگ ہوتے ہیں۔ یہ ناانصافی نہیں بلکہ انصاف کے مطابق ہے۔ اسی طرح اسلامی تعلیم عورتوں کے تقاضوں کے مطابق ان کے لئے خصوصی احکامات رکھتی ہے۔ لیکن جہاں تک حقوق کا تعلق ہے ان کے حقوق میں برابری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جرمنی میں مقیم احمدی عورتوں کو آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو اس آزاد ملک میں آزادانہ زندگی کی طرز عمل اختیار کر سکتی ہیں لیکن انہوں نے جو پردہ اختیار کر رکھا ہے وہ اپنی مرضی سے ہے اور وہ اس میں خوش ہیں کیونکہ اسلام ان کی اعلیٰ ترقیات میں روک نہیں بنتا۔ اگر وہ چاہیں تو سائنسدان بن سکتی ہیں، ٹیچر، ڈاکٹر، سرجن وغیرہ بن سکتی ہیں۔ زندگی ان کے لئے بہت سے مواقع مہیا کرتی ہے اور اسلام ان کے ان ارفع مقامات تک پہنچنے میں ممد ہے اور کسی صورت میں بھی روک نہیں۔

☆......جب کوئی مرتا ہے تو اس کی روح سے کیا ہوتا ہے۔ کیا وہ اس دنیا میں رہتی ہے یا کہاں جاتی ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ روح ان چار جہات سے متعلق نہیں جنہیں ہم جانتے ہیں۔ آسمانی یا بہشتی روح اس جگہ رہ سکتی ہے جہاں دوسری روحیں ہیں کیونکہ ان کی Dimensions میں فرق ہے۔ حضور نے فرمایا اس موضوع پر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' بہت بہتر کتاب ہے۔

☆......اگر ہر چیز خدا کی پیدا کردہ ہے تو وہ گویا خدا کا حصہ ہے؟

حضور نے فرمایا کہ خالق اور مخلوق ہمیشہ مختلف ہوتے ہیں، وہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً یہ ہال کسی نے بنایا ہے مگر وہ خود ہال نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس ہال میں اس کے نقوش مرتسم ہیں مگر وہ اس سے مختلف ہے۔ ایک آرٹسٹ جو آرٹ بناتا ہے وہ کتنی بھی خوبصورت تصویر بنائے وہ تصویر آرٹسٹ نہیں ہوتی۔

☆......اس سوال کے جواب میں کہ اسلام مسلمان عورتوں کی غیر مسلموں سے شادی کو Promote نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت خدا کے حکم کے خلاف کسی عیسائی سے شادی کرتی ہے تو یہ اس کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ میں کون ہوتا ہوں جو اس کے معاملہ میں دخل دوں۔ وہ اپنے لئے جو رستہ چاہے اختیار کرے۔

☆......پاکستان میں احمدیوں پر ظلم کیوں ہوتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں میں آپ کو ایک بنیادی حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جب عقل اور دلیل کے میدان میں لوگ شکست کھاتے ہیں تو پھر وہ ظلم و ستم پر آمادہ ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر ظلم کیوں کئے گئے۔ ان کا پیغام تو یہ تھا کہ کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا آگے کر دو۔ اس سے نرم تعلیم بھی کوئی ہو سکتی تھی؟ مگر پھر بھی ان کی مخالفت ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے مخالف جانتے تھے کہ یہ پیغام غالب آنے والا ہے اور اسی خوف نے انہیں ظلم و ستم پر آمادہ کیا۔ حضور نے فرمایا ملاں اور سیاسی لوگ جانتے ہیں کہ احمدیت کا پیغام دلیل کے ذریعہ مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے انہوں نے خیال کیا کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسے دبا دیں گے ۔ لیکن یہ ناممکن ہے ۔ وہ تاریخ کو للکار رہے ہیں اور تاریخ جیتے گی اور جیت کر رہے گی۔

☆......اسلام اور عیسائیت میں کیا فرق ہے اور عیسائی عقیدہ میں کیا غلطی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عیسائی عقیدہ سے مراد حضرت مسیح ناصریؑ کا عقیدہ ہے تو اس میں کوئی غلطی نہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم ان کے عقیدہ کو غلط کہیں۔ بانیٔ جماعت احمدیہ نے مسیح زماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مسیح اول کے عقیدہ کو غلط کہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ نہایت اہم وقت ہے کہ عیسائی حضرت مسیح ناصری کے پیغام کی طرف واپس لوٹیں اور سینٹ پال کی عیسائیت کو ترک کر دیں۔ عیسائی عقیدہ اپنی مبادیات میں اسلام سے مختلف نہیں لیکن تفصیلات میں فرق ہے۔ جیسے ارتقاء میں زندگی نئے مراحل طے کرتی ہے اسی طرح مذہبی ارتقاء میں اسلام آخری نقطۂ عروج ہے ۔ آخر پر حضور نے تمام مہمانوں اور خاص طور پر مقامی برگاماسٹر کا شکریہ ادا کیا۔ مجلس کے اختتام پر حضور انور فرینکفورٹ واپس تشریف لائے۔ (باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

SALE سیل سیل SALE

فرینکفورٹ مین ریلوے سٹیشن کے بالکل قریب ویسٹ ہافن میں عرصہ دراز سے گروسری کا ویئر ہاؤس۔
ہم اشیاء خورونوش ڈائریکٹ امپورٹ کرتے ہیں

محدود مدت کے لئے درج ذیل آئیٹمز پر سیل جاری هے

(۱) ٹلڈا باسمتی چاول (۱۰ کلو)	39-90 DM
(۲) دال چنا (۲ کلو)	3-90 DM
(۳) سپر کرنل باسمتی چاول (۱۰ کلو) (اعلیٰ کوالٹی)	34-00 DM
(۴) بیسن (۲ کلو)	4-50 DM
(۵) بیسٹ کوالٹی آٹا (۱۰ کلو)	7-50 DM
(۶) تازہ سبزی ہر قسم (فی کلو)	6-90 DM
(۷) اچار مختلف اقسام فی شیشی	3-00 DM

TILDA
SHEZAN
TRS
MEHRAN
RUBICON
TRIPLE
LION
PASCO
PEARL

اس کے علاوہ حلال چکن، لیگ پیس، حلال کباب و برگر بھی موجود ھیں

گاڑیوں کے لئے وسیع پارکنگ بھی موجود ھے

IVNIT ENTERPRISES
Westhafen Halle - 3
60327-Frankfurt / M Germany
Tel: 069-237534 Fax: 069-233800

لِقاءِ مَعَ العَرَب

(۳ر جنوری ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

(دوسری قسط)

سوال: **کیا جماعت احمدیہ چیچنیا کے لوگوں کے لئے بھی امدادی سامان بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟**

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چیچنیا کی صورت حال بوسنیا کے مقابلہ میں بالکل مختلف ہے۔ چیچنیا روس کی ایک ریاست کا حصہ ہے۔ کوئی الگ ملک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی الگ ریاست ہے۔ روس بہت سی ریاستوں میں منقسم ہے۔ ۱۵ بڑی بڑی ریاستیں ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے علاوہ روس بذات خود ایک ریاست ہے۔ اور یہ تمام ریاستیں مل کر USSR کہلاتی ہیں۔

چیچنیا، جس کا آپ نے ذکر کیا ہے بھی باقاعدہ ایک رشین State کا حصہ ہے۔ یہ رشیا سے باہر کوئی الگ مسلمان ریاست نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس طرح کی کسی بھی ریاست کے لئے قوانین بدلیں گے؟

اگر کوئی گروہ ایک ریاست کے اندر رہتے ہوئے اس ریاست کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو اس ریاست کا کام ہے کہ اس بغاوت کا قلع قمع کرے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر کہیں یہ درست نہیں ہے تو پھر دنیا کی ہر مسلمان ریاست سے امن اٹھ جائے گا۔ اگر ایک ملک کے کسی حصہ میں بغاوت ہو اور ایسا بعض اوقات ہوتا ہے، ایسی صورت میں کیا کوئی عالمی قانون ہے کہ جو باہر کی دنیا کو اجازت دیتا ہو کہ دخل اندازی کر کے باغیوں کی مدد کرے؟ ہر گز نہیں۔

بوسنیا کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔ وہ ایک الگ ریاست ہے۔ امریکہ، انگلستان اور دوسری یورپین ریاستوں اور اقوام متحدہ کی طرف سے اس کی یہ آزادانہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔ اسے یہ خانہ جنگی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ یہ بالکل جھوٹا اور غلط پراپیگنڈا ہے۔ اس ملک پر حملہ باہر سے کیا گیا ہے۔ بوسنیا میں رہنے والے سربوں نے حملہ نہیں کیا بلکہ ملک سے باہر یوگوسلاویہ کے سربوں اور ان کی فوج نے بوسنیا پر حملہ کیا ہے اور مسلسل اپنی فوجوں کو بوسنیا میں سمگل کرتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے بوسنیا کی صورت حال چیچنیا سے بالکل مختلف ہے۔ بہت بڑا فرق ہے۔ چیچنیا میں جن لوگوں کے متعلق آپ تاثر لے رہے ہیں کہ وہ اسلام کی خاطر لڑ رہے ہیں آپ کو ان کی اصل حقیقت کا علم ہی نہیں۔ سب سے طاقتور مافیا جو رشیا میں اس مزعومہ لبریشن (آزادی) کے بعد کام کر رہا تھا وہ اصل میں چیچنیا سے تھا اور ماسکو کا امن تباہ کرنے میں صرف چیچنیا کے مافیا نے ہی کام نہیں کیا بلکہ اس کے مخالف ماسکو مافیا نے بھی اس میں حصہ لیا۔ فیصلہ امریکہ میں ہو رہا تھا اور عمل درآمد ماسکو میں۔ اور چیچنین مافیا ماسکو کے بہت بڑے وسیع علاقہ میں کام کر رہا تھا۔ ہم باہر بیٹھے تو یہ محسوس کر رہے ہیں کہ گویا ایک چھوٹی سی مسلمان ریاست پر طاقتور روسی ریاست نے حملہ کیا ہے لیکن عالمی سیاست پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ جنگ دو بڑے مافیاز کے درمیان ہے۔ ایک کا تعلق ماسکو سے ہے اور دوسرے کا چیچنیا سے۔ اور چیچنین مافیا ماسکو میں آپریٹ کر رہا تھا اور ایسی صورتحال پیدا ہو چکی تھی کہ جو ماسکو کے بس سے باہر ہو رہی تھی اور رشین گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ اگر اس وقت ہم نے کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔

چیچنیا کوئی الگ ریاست نہیں بلکہ روسی ریاست کا ہی حصہ ہے لیکن اس کے باوجود چیچنین مافیا اس قدر طاقتور تھا کہ ماسکو کی پارلیمنٹ اس مافیا کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ بلینز (Billions) کے حساب سے ڈالرز ان کے پاس ہیں۔ وہ اس مافیا کو چلا رہے ہیں اور انہیں کنٹرول حاصل ہے اور جیسا چاہتے ہیں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ رائے عامہ پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ ان کی حالت غریب بوسنین جیسی نہیں ہے۔ بوسنیا سے باہر کوئی ایک بھی اخبار یا ذریعہ ابلاغ ان کے ہاتھ میں نہیں جو ان کی حمایت میں آواز اٹھانے والا ہو جبکہ چیچنین بڑے طاقتور لوگ ہیں اور ان کی ہمسایہ ریاست جس کی اکثریت مسلمان ہے وہ ان کی مدد کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ گویا یہ لڑائی اسلام اور غیر مسلموں کے درمیان ہے۔ وہ ان کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن ہم ان کی مدد کیسے کر سکتے ہیں اور کیا مدد کر سکتے ہیں جبکہ ان کی صورتحال بالکل مختلف ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سو فیصد درست اور مصدقہ ہے کیونکہ امریکہ کے اخبارات میں ان کی یہ تصویر کئی ماہ قبل چھپنی شروع ہو چکی تھی اور اس پروپیگنڈا کی تشہیر کر رہے تھے۔ یہ پراپیگنڈا کسی بھی طور پر منفی نہیں تھا۔ وہ تعلیمیافتہ جرنلسٹس جو رشین سٹڈی میں دلچسپی رکھتے ہیں ان سب کا اس بات پر اتفاق ہے اور وہی کچھ ہو رہا ہے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ اس لئے میں تحدی کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ بس یہی ایک حقیقت ہے یا پھر اسلام سے حسد بھی اس پراپیگنڈا کے پیچھے کام کر رہا ہے۔ میں یہ سب معلومات مغربی ذرائع ابلاغ سے حاصل ہونے والے علم کی بنا پر پیش کر رہا ہوں۔ خود رشین سمجھدار طبقہ کی بھی یہ رائے ہے اس لئے میں یہ آپ سے بیان کر رہا ہوں لیکن پھر بھی میں یہ کہوں گا کہ ناحق ظلم و زیادتی انتہائی برا اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ لیکن آپ مجھے بتائیں کہ اگر کسی ریاست کا ایک حصہ اس ریاست کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو کیا آپ باہر سے کسی اور حکومت یا ملک کو اجازت دیں گے کہ وہ ان باغیوں کی حمایت کرے؟۔ ہر گز نہیں۔

اس وقت ماسکو میں جو کچھ ہو رہا ہے قبل اس کے کہ یہ سب کچھ شروع ہوتا میں اس ساری صورتحال کا گہری نظر سے مطالعہ کر رہا تھا۔ بعض بڑے ہی باوثوق اور قابل اعتبار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ جن کا تعلق چیچنیا سے ہے بہت ہی سخت مزاج، بے رحم اور ظلم کرنے والے لوگ ہیں۔ اسلام کا تو صرف نام ہے جس کی آڑ میں وہ یہ ساری حرکتیں کرتے ہیں۔ ورنہ اسلام پر جیسا عمل وہ لوگ کر رہے ہیں اس کا تو اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ ان کا تعلق ایک صوفی فرقہ سے ہے۔ اور عملاً وہ اس صوفی کے پجاری ہیں جس نے انہیں یہ طریقہ سکھایا۔ وہ عملاً اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں کسی نماز روزہ سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ میں اس لئے نہیں بیان کر رہا کہ انہیں ملزم ٹھہراؤں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں اسلام کی اصل تعلیم سکھانے والا ملا ہی نہیں جس وجہ سے وہ بنیادی طور پر سخت جان اور مارشل قوم بن چکی ہے۔ ماسکو اور دیگر جگہوں پر جہاں وہ اپنا مافیا چلاتے ہیں وہاں یہ بے رحم قاتل کی طرح کام دکھاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی معمولی باتوں پر بڑی بے رحمی اور سفاکی سے سر دھڑ سے جدا کر دیتے ہیں اور کسی کو بھی بلا قصور پکڑ کر مار دھاڑ اور زدوکوب کرنا ان کا پیشہ ہے۔ یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہے کہ ان مسلمانوں کو اسلام کا حقیقی علم نہیں سوائے اس کے جو انہوں نے اس صوفی طریقہ سے حاصل کیا۔

☆......☆......☆

سوال: **قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے "اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ"** ۔(سورۃ یوسف:۳)۔ **حضور انور سے درخواست ہے کہ اس آیت کی تفسیر فرماویں۔**

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لفظ "عَرَبِيًّا" کو سمجھنا چاہئے۔ اس سے صرف عربی زبان مراد نہیں ہے ورنہ ایسی صورت میں تو اس کے کچھ بھی معنی نہیں ہونگے۔ "عَرَبِيًّا" کا مطلب ہے ایسی زبان جو فصاحت و بلاغت اور بیان کے لحاظ سے بہت صاف اور طاقتور ہے، جو اپنا آپ خود بیان کرنے کی مکمل استطاعت رکھتی ہے اور کوئی بھی پہلو اشتباہ کا نہیں چھوڑتی اور مطلوبہ معنی بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے۔

اس کے مقابل پر عجم ہے۔ عرب لوگ عجمی اسے کہا کرتے تھے جو اپنا آپ صحیح بیان نہ کر سکتا ہو۔ جس کی زبان میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ مافی الضمیر کا واضح اور صاف الفاظ میں اظہار کر سکے۔ یا جو گونگا ہو۔ جس کی بات کی کسی کو بھی سمجھ نہ آتی ہو۔

قرآن کریم لفظ "عَرَبِيًّا" ان معنوں میں استعمال کر رہا ہے کہ یہ ایسی زبان ہے جو اپنے اندر بیان کی طاقت رکھتی ہے اور منظم ہے۔ جو کوئی بھی یہ زبان جانتا ہے، ناممکن ہے کہ وہ مافی الضمیر ادا کرنے میں ناکام ہو اور زبان کو قصوروار ٹھہرائے کہ زبان میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کی بات کو وضاحت سے بیان کر سکے۔

دوسری بات میں یہاں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے حوالہ سے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ زبان خواہ کوئی اس کا نام ہو، انسان کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اسے خود اختراع کر سکتا۔ کیونکہ حیوانات اور انسان، ان دونوں کے درمیان کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ حیوانات کی دنیا کی ابتداء سے لے کر چمپینزی (Chimpanzee) کی سٹیج تک جس کی شکل بہت زیادہ انسان سے ملتی ہے، گونگی حالت تھی۔ وہ آوازیں تو نکالتے تھے لیکن بے ہنگم اور بے ترتیب، وہ اپنا آپ بیان نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کی بعض آیات کے حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ انسان کو زبان وحی والہام کے ذریعہ سکھائی گئی تھی جس طرح کہ شہد کی مکھی کو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سکھایا کہ وہ کس طرح مختلف پھولوں کا رس چوس کر تروتازہ بے مثال و مصفّٰی شہد تیار کرے۔ اس سے قبل اسے یہ علم نہیں تھا۔

"وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ"۔ (النحل:۶۹)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ "خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ"۔ (الرّحمٰن: ۴،۵)۔ یہ خدا تعالیٰ ہی تھا جس نے انسان کو بیان سکھایا۔ وہ کون

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

سابیان تھا جو خدا تعالیٰ نے انسان کو سکھلایا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتلائی کہ سب سے پہلی زبان جو انسان کو سکھلائی گئی تھی وہ عربی تھی اور جس شکل میں سکھائی گئی تھی اسی حالت میں آج بھی مستعمل ہے۔ عربی زبان میں کوئی ارتقاء نہیں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے مکمل صورت میں انسان کو سکھایا۔ جبکہ دوسری زبانیں وقت کے ساتھ ارتقاء و تنزل کا شکار ہوتی رہیں۔ اس مفہوم اور تعلق میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے "قُرْآنًا عَرَبِيًّا" اور یہ تمام انسانوں کے لئے سکھائی گئی تھی۔ اس لحاظ سے اس کی حیثیت یونیورسل ہے جس طرح کہ مکہ "امّ القریٰ" ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک حیرت انگیز کتاب "منن الرحمن" کے نام سے تحریر فرمائی جس میں یہ ثابت فرمایا کہ عربی "ام الالسنة" ہے۔

☆......☆......☆

سوال: **حضور ! آپ ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے جو اسلام میں چار شادیوں کی اجازت پر اعتراض کرتے ہیں؟**

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اتنے وقت میں اس مضمون سے انصاف بظاہر مشکل ہے لیکن مختصراً بیان کئے دیتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ یہ اعتراض کہ چار بیویوں کی اجازت اس وقت دی گئی جبکہ عربوں کا طریق یہ تھا کہ وہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کرتے تھے، سراسر غلط اعتراض ہے۔ اس آیت میں تو ایک قسم کی ممانعت کا ذکر ہو رہا ہے۔ عربوں کا دستور تھا کہ وہ بعض اوقات سو سو بیویاں کرتے تھے۔ اس لئے یہاں ایک بیوی سے بڑھا کر چار بیویاں کرنے کی اجازت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ سو بیویوں سے گھٹا کر چار بیویوں پر پابند کیا جارہا ہے اور اس اجازت کو مزید دو پابندیاں لگا کر سخت کر دیا۔ فرمایا:

"وَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تُقْسِطُوا فِی الْيَتٰمٰی فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ. فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً"۔

(النّساء:۴)

دونوں طرف شرطیں رکھ دیں۔ اس شخص کو جو مزید شادی کا خیال کرتا ہے خبردار کر دیا کہ تمہیں اجازت تو ہے لیکن تم خدا کے حضور جوابدہ ہو۔ اگر تمہیں سو فیصد یقین ہو کہ تم ان کے ساتھ جن سے شادی کر رہے ہو انصاف قائم رکھ سکو گے تب شادی کرو ورنہ تمہیں اجازت نہیں۔ عدل کی ایسی شرط خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہے کہ ہمارے معاشرہ میں بہت کم مسلمان ہیں جو دو یا دو سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا مشاہدہ ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے اکثر انصاف قائم رکھنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ یہاں اصل میں مرد کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے کہ بعض اوقات عدل کے قیام کی غرض سے جب ضرورت پڑتی ہے تو تمہیں دو یا تین بیویوں کی اجازت دی جاتی ہے۔ کسی جنگ کی صورت پیش آجاتی ہے، عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں یا پھر بیماریوں کی وجہ سے یا اور بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جب انصاف تقاضا کرتا ہے تو پھر تمہیں ضرور شادی کرنی چاہئے اور جب انصاف تمہیں روکتا ہے تو پھر رک جاؤ۔ یہ بہت ہی خوبصورت قرآنی تعلیم ہے جو جنگوں کے موقع پر پیدا ہونے والے قومی بحران کے وقت عدل و انصاف قائم کرنے کی غرض سے دی گئی ہے۔ مثلاً جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم، جس نے یورپ میں مرد اور عورت کا تناسب اس حد تک غیر متوازن کر دیا تھا کہ ملک جرمنی میں یہ تناسب ایک اور چار کا تھا۔ اگر اس صورت میں آپ مردوں کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں دیتے تو پھر آپ کو معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ گویا تم عورتوں سے زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہو گے کہ جاؤ تم جو کرنا چاہتی ہو کرو۔ یہاں تک کہ ان گھروں کا امن و سکون بھی برباد کر دو جو شادی شدہ ہیں۔ پھر سڑکوں پر آپ کو عورتیں ہی عورتیں نظر آئیں گی۔ اور پھر آپ ان کے ذریعہ پیدا ہونے والی گھریلو بے سکونیوں اور انتشار کو کبھی بھی نہ روک پائیں گے۔ سارا معاشرہ برباد ہو کر رہ جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ ہر جنگ کے بعد یورپین معاشرہ کی اخلاقی حالت انتہائی گراوٹ کا شکار ہو گئی۔ اور اس زمانہ کے سمجھدار طبقہ نے یہ بات تسلیم کی کہ یہ سب برائیاں اور اخلاقی پستیاں اس وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ وقتی چیلنجز (Challenges) سے نمٹنے کے لئے ہمارے مذہب میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں۔

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر ۲۵ (۱۸ر جون تا ۲۴ر جون ۹۹) میں شائع شدہ لقاء مع العرب کی تاریخ غلطی سے ۲۰ر دسمبر ۱۹۹۴ء درج ہو گئی ہے۔ جبکہ یہ پروگرام ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو نشر ہوا تھا۔ احباب درستی نوٹ فرمالیں۔ ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔

زرعی اراضی برائے فروخت

ربوہ سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر نہایت باموقعہ برلب سڑک ۱۰۸ ایکڑ زرعی اراضی برائے فوری فروخت

پاکستان میں رابطہ کے لئے

فضل عمر۔ فون نمبر (0092)+342-7356964

عبدالمومن۔ فون نمبر (0092)+4524-211248

مظفر ڈوگر۔ فون نمبر (0092)+4524-212876

الحاج رئیس الحسن مومن مرحوم آف وا (گھانا)

(قریشی داؤد احمد۔ مبلغ سلسلہ۔ لندن)

جماعت احمدیہ گھانا سے تعلق رکھنے والے بزرگان میں ایک معروف نام الحاج الحسن مرحوم کا بھی ہے جو ۱۹ر فروری ۱۹۹۹ء کو تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

مکرم رئیس الحاج حسن مومن صاحب مرحوم کا شمار ان اولین بزرگان میں ہوتا ہے جنہوں نے وا (Wa) جماعت کے اولین احمدی اور معروف بزرگ الحاج صالح صاحب (والد محترم مکرم مولوی محمد بن صالح، نائب امیر ثانی جماعت احمدیہ گھانا) کے قبول احمدیت کے فوراً بعد حضرت امام مہدیؑ کے پیغام کو سن کر قبول کرنے کی توفیق پائی اور گھانا کے شمالی علاقہ میں پیغام احمدیت کے ابتدائی دور میں پیش آمدہ سنگین حالات، مخالفت اور مشکلات کے دور میں الحاج امام صالح کے دوش بدوش ان مخالف حالات کا مقابلہ کیا۔

مکرم رئیس الحسن مومن صاحب ابتدائی دور میں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ وا کے صدر رہے۔ چونکہ اس دور میں صدر کے عہدہ کو رئیس کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور آپ نے ایک لمبا عرصہ اس عہدہ پر خدمت کی توفیق پائی اس لئے رئیس کا لفظ آپ کے نام کا ایک حصہ بن گیا۔

خاکسار کو تقریباً اڑھائی سال وا، اپرویسٹ ریجن میں بحیثیت ریجنل مبلغ خدمت کا موقع ملا اور اس عرصہ میں مکرم رئیس حسن مومن صاحب کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مکرم رئیس حسن مومن مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ باوجود ضعیف عمری کے وہ نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے۔ تیز دھوپ، آندھی یا بارش کی صورت میں بھی وہ ہمیشہ کوشش کر کے مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور ان لوگوں میں شامل تھے جو اولین وقت میں مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ ان کے بچوں کے بیان کے مطابق رئیس حسن مومن نماز تہجد کا بھی باقاعدگی سے التزام کرتے تھے۔

اسی طرح وہ مطالعہ کے بھی بے حد شوقین تھے۔ اور خاکسار نے اکثر انہیں عربی تفاسیر اور کتب احادیث کے مطالعہ میں مصروف دیکھا۔ مکرم رئیس حسن مرحوم واقفین زندگی کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کے ساتھ ہر معاملہ میں تعاون کرتے۔ نہ صرف یہ بلکہ احباب جماعت کو بھی واقفین کے ساتھ تعاون کی تلقین کرتے تھے۔ وہ جماعت کے ہر قسم کے پروگراموں میں بڑی دلچسپی سے شامل ہوتے۔ نیز مختلف میٹنگز میں بھی ہمیشہ شامل ہوتے اور اپنی رائے پیش کرتے۔ خاکسار نے انہیں ہمیشہ ایک صائب الرائے شخص پایا۔ ان کی بات میں اور مشورہ میں ہمیشہ معقولیت اور وزن ہوتا تھا اور پوری دیانتداری سے رائے دیتے تھے۔ شاید ان کی اس خوبی کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف احمدی بلکہ غیر احمدی مسلمان اور عیسائی بھی اکثر اپنے معاملات میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ نیز وہ اس علاقے کی سیاست کا محور بھی تھے۔ اکثر سیاسی لوگ ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتے لیکن اس مرتبہ اور احترام کے باوجود انہوں نے جماعتی وقار کو کبھی سیاست کے لئے استعمال نہیں کیا جو ایک بہت بڑی خوبی تھی۔

رئیس حسن بڑھاپے کی وجہ سے خود کوئی کام نہ کرتے البتہ اپنے بچوں کی طرف سے ملنے والی رقم پر ہمیشہ چندہ ادا کرتے اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حسب توفیق شامل ہوتے تھے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ رئیس الحسن مومن صاحب مرحوم کی وفات ۱۹ر فروری ۱۹۹۹ء کو ہوئی۔ چنانچہ نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لئے مکرم امیر صاحب مولانا عبدالوہاب آدم، مولوی محمد بن صالح نائب امیر اور خاکسار کو بھی وہاں جانے کا موقع ملا۔

اس سلسلہ میں مکرم الحاج مہاما ادریسو صاحب سابق وزیر دفاع گھانا و حال صدر کے مشیر برائے امور مملکت نے ہوائی جہاز کا انتظام کیا اور دیگر احباب کے علاوہ گھانا کی اپرویسٹ ریجن کے وزیر (جو مسلمان ہیں)، گھانا پولیس کے انسپکٹر جنرل پولیس بھی اکرا سے جنازہ میں شامل ہونے کے لئے وا گئے۔

نیز وا میں اپرویسٹ ریجن کی انتظامیہ کے تمام بڑے بڑے افسران اور ریجنل وزیر (گورنر) جو کہ عیسائی ہیں موقع پر موجود تھے۔

ایک خاص بات جو خاکسار نے اس موقع پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ مکرم رئیس الحسن مومن مرحوم کے ہردلعزیز ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر طبقہ فکر کے لوگ ان کی تدفین کے موقع پر تعزیت کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ یعنی احمدی، غیر از جماعت مسلمان اور عیسائی اور آنے والوں کا تعلق صرف وا سے نہیں بلکہ اردگرد کے قصبات اور دیہات سے بھی تھا۔

اپرویسٹ ریجن میں قیام کے دوران خاکسار کو بعض احمدی اور غیر احمدی اہم شخصیات کی وفات کے موقع پر وہاں جانے کا موقع ملا لیکن رئیس الحسن مومن صاحب کی وفات کے موقع پر یہ جم غفیر ان کی ہردلعزیز شخصیت اور معروف سماجی شخصیت کی عکاسی کرتا تھا۔

اپرویسٹ ریجن کے علاوہ ناردرن ریجن اور اپرویسٹ ریجن سے بھی احمدی احباب ان کی تدفین میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔

قارئین حضرات کی خدمت میں مکرم الحاج رئیس الحسن مومن صاحب مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات اور مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب

آنحضرت ﷺ کے چچازاد حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اگرچہ حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی اور عمر میں اُن سے دس سال بڑے تھے لیکن حضرت علیؓ کو رسول اللہ کی تربیت اور خود اُن کی فطری سعادت کے طفیل قبول اسلام میں اوّلیت عطا ہوئی۔ تاہم اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ہی ایک روز جب آنحضور ﷺ محو عبادت تھے اور حضرت علیؓ آپؐ کے دائیں جانب کھڑے تھے تو وہاں ابی طالب اپنے بیٹے جعفر کے ساتھ آئے اور جعفر سے بھی نماز میں شامل ہوجانے کو کہا۔ اس طرح جعفرؓ نے آنحضورؐ کے بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور تب سے یہ دونوں بھائی رسول اللہ ﷺ کے دست و بازو بن گئے۔ آنحضورؐ نے حضرت جعفرؓ کو اپنے بھائی کے پہلو اور ہاتھ مضبوط کرنے کی جزاء کے طور پر بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں روحانی پرواز کے لئے دو پَر عطا فرمائے گا۔ اس طرح آپؓ 'طیار' اور ذوالجناحین کے القاب سے ملقب ہوئے۔ ایک اور موقع پر آنحضور ﷺ نے آپؓ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز دیکھا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹؍اکتوبر ۹۸ء میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی سیرۃ وسوانح کا تفصیلی ذکر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بہت ہی پیاروں یعنی حضرت زیدؓ، علیؓ اور جعفرؓ (کہ ہر ایک ان میں سے اپنے آپ کو حضور کی محبتوں کا مورد اور سب سے زیادہ پیارا جانتا تھا) نے ایک بار آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ پیار کس سے ہے؟۔ آپؐ نے کمال شفقت سے ان سب پیاروں کا دل رکھا کہ سب ہی آپ کو محبوب تھے مگر حضرت جعفرؓ سے ایک منفرد بات یہ فرمائی کہ اے جعفر! تُو تو خُلق و خَلق اور صورت و سیرت میں میرے سب سے زیادہ مشابہ اور قریب ہے۔

جب بہت سے مسلمانوں کے ہمراہ حضرت جعفرؓ بھی مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے جہاں مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی میسر تھی۔ تو مسلمانوں کو امن میں دیکھ کر قریش مکہ نے اپنے دو سرداروں کے ہاتھ شاہ حبشہ نجاشی اور اُس کے درباریوں کو قیمتی تحائف بھجوائے اور درخواست کی کہ مسلمانوں کو واپس مکہ بھیج دیا جائے۔ اگرچہ نجاشی کے درباریوں نے بھی قریشی سرداروں کی تائید کی لیکن منصف مزاج بادشاہ نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ دربارِ شاہی میں حضرت جعفرؓ نے اسلام کے محاسن اتنی خوبی سے بیان کئے اور مکہ کے مصائب اور حبشہ کی آسائش کا ایسا نقشہ کھینچا کہ نجاشی نے قرآن میں سے کوئی حصہ سننے کی فرمائش کی۔ تب حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم میں سے کچھ آیات کی تلاوت ایسی دلآویزی سے کی کہ خداترس نجاشی بے اختیار رونے لگا اور اُس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ ساری محفل پر پاک کلام کا ایسا اثر ہوا کہ اُس کے درباری بھی رو دیئے۔ آیات سن کر نجاشی نے بے اختیار کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا موسیٰ کا کلام اور یہ کلام ایک ہی منبع سے پھوٹے ہیں، پھر اُس نے قریش سرداروں کو نامراد واپس کردیا۔

لیکن اگلے ہی روز سرداروں نے دربار میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اسلامی عقائد اس طرح بیان کئے کہ مسلمانوں کو دوبارہ دربار میں طلب کرلیا گیا۔ حضرت جعفرؓ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ جو قرآن میں بیان ہوا ہے وہی بادشاہ کے سامنے پیش کردیا جائے۔ چنانچہ دربار میں آپؓ نے فرمایا کہ ہمارے نبیؐ پر یہ کلام اترا ہے کہ عیسیٰ، اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول روح اللہ اور اُس کا کلمہ ہے جو اُس نے کنواری مریم کو عطا فرمایا۔ اس پر نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور وہاں سے ایک تنکا اٹھا کر کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کا مقام اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں۔ تب نجاشی نے کمال جلال کے ساتھ مسلمانوں کو اپنے ملک میں مکمل امان دی اور عرب سفراء کو اُن کے تحائف واپس لوٹاتے ہوئے کہا کہ جب اللہ نے میرا ملک مجھے عطا فرمایا تو اُس نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی جو میں اب عدل وانصاف کے قیام کیلئے کوئی رشوت لوں۔

فتح خیبر کے موقع پر حضرت جعفرؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک قافلہ حبشہ سے مدینہ آگیا۔ حضور ﷺ کا قیام خیبر میں تھا۔ جب حضرت جعفرؓ وہاں خدمت رسالت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کیا اور وفورِ محبت سے اُن کی پیشانی کو چوم لیا۔ پھر فرمایا کہ آج میں اتنا خوش ہوں کہ نہیں کہہ سکتا کہ فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر کی ملاقات کی خوشی غالب ہے۔

آنحضور ﷺ نے حضرت جعفرؓ کی مواخات حضرت معاذؓ بن جبل انصاری سے قائم فرمادی اور آپؓ آنحضورؐ کے وزراء اور مشیروں میں شامل ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو کچھ معزز ساتھی عطا فرماتا ہے اور مجھے چودہ ایسے ساتھی عطا ہوئے ہیں۔ اُن میں آپؐ نے حضرت جعفرؓ کا نام بھی لیا۔

حضرت جعفرؓ کو ابھی حبشہ سے آئے ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ غسانی ریاست کے سردار نے ایک مسلمان سفیر کو، جو رسول اللہ ﷺ کا ایک مکتوب لے کر شاہِ بصریٰ کی طرف جارہے تھے، قتل کروادیا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے تین ہزار سپاہیوں کا لشکر بدلہ لینے کے لئے بھجوایا اور فرمایا کہ زیدؓ سالار اول ہیں، اُن کے بعد جعفرؓ قائد ہوں گے اور اُن کے بعد رواحہؓ قیادت کریں گے۔ اس لشکر کا مقابلہ موتہ کے مقام پر ایک لاکھ رومی فوج سے ہوا جس میں تینوں سالار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور بالآخر حضرت خالد بن ولید نے قیادت سنبھالی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے کشفی نظارے سے آنحضور ﷺ کو جنگ موتہ کا احوال دکھادیا اور آپؐ نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے پہلے حضرت زیدؓ کی شہادت کا ذکر کیا اور اُن کیلئے دعائے مغفرت کروائی اور پھر حضرت جعفرؓ کی شہادت بیان کر کے دعائے مغفرت کروائی اور آپؓ کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں اُن کی عظیم الشان شہادت کا گواہ ہوں"۔ بعد میں میدان جنگ سے واپس آنے والے مجاہدین نے گواہی دی کہ حضرت جعفرؓ نہایت جرأت سے دشمن کی صفوں میں جاکر لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور آپؓ کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ستر سے زیادہ زخم تھے اور کوئی زخم بھی پشت پر نہ تھا۔

حضرت جعفرؓ کی بیوہ اسماءؓ بنت عمیس کا بیان ہے کہ جب حضرت جعفرؓ اور اُن کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر آگئی تو آنحضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ جعفرؓ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپؐ کے پاس لائی تو آپؐ نے اُنہیں گلے سے لگایا اور پیار کیا اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو اٹُد آئے۔ میں نے گھبرا کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ کس وجہ سے روتے ہیں؟ کیا جعفرؓ اور اُن کے ساتھیوں کے بارہ میں کوئی خبر آئی ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ آج شہید ہوگئے ہیں۔ اسماءؓ کہتی ہیں یہ سُن کر میں چیخنے لگی اور دیگر عورتیں اکٹھی ہوگئیں۔ آپؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور ہدایت فرمائی کہ جعفرؓ کے گھر والوں کا خیال رکھنا اور انہیں کھانا وغیرہ بنا کے بھجوانا کیونکہ وہ اس صدمہ کی وجہ سے مصروف ہوگئے ہیں۔

چالیس سالہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کا ناگہانی صدمہ بہت بھاری تھا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے گھر کی عورتوں کو آہ وبکا سے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور فرمایا کہ جو مقام شہادت اُنہیں مل چکا ہے، خود اُنہیں بھی ہمارے پاس موجود ہونے سے زیادہ اُس کی خوشی ہے۔ تیسرے روز آپؐ پھر حضرت جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بس اب آج کے بعد میرے بھائی پر مزید نہیں رونا۔ پھر اُن کے یتیم بچوں کی کفالت کا انتظام و انصرام اپنے ذمہ لیا اور فرمایا بچوں کو لاؤ۔ آپؐ نے بچوں سے بہت پیار کا سلوک کیا اور فرمایا کہ جعفر طیار کا بیٹا محمد تو ہمارے چچا ابو طالب سے خوب مشابہہ ہے اور دوسرا بیٹا اپنے باپ کی طرح شکل اور رنگ ڈھنگ میں مجھ سے مشابہ ہے۔ پھر بچوں کیلئے دعا کی۔ حضرت اسماء نے بچوں کی یتیمی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اِن بچوں کے فقر وفاقہ کا خوف مت کرنا میں نہ صرف اس دنیا میں اِن کا ذمہ دار ہوں بلکہ اگلے جہان میں بھی اِن کا دوست اور ولی ہوں گا۔

حضرت جعفرؓ غرباء اور مساکین سے بہت محبت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آنحضور ﷺ نے آپؓ کی کنیت بیٹوں کی نسبت کی بجائے ابوالمساکین رکھ دی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ اپنی مسکینی اور فاقہ کشی کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مسکینوں کے حق میں سب لوگوں سے بہتر اگر کوئی تھا تو وہ حضرت جعفرؓ تھے۔ بعض اوقات وہ مشکیزہ یا برتن ہی لے آتے اور ہم جو کچھ ہوتا کھالیتے۔ غالباً اسی وجہ سے ابوہریرہؓ برملا اس رائے کا اظہار کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت جعفر طیارؓ سے بہتر اور افضل کوئی انسان ہم نے نہیں دیکھا۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی شہادت پر حضرت حسانؓ بن ثابت نے اپنے مرثیہ میں کہا کہ ہم حضرت جعفر طیارؓ کے نمونے میں وفا کا ایک عظیم الشان واقعہ دیکھتے ہیں کہ جہاں جو فرمان ملا انہوں نے سر تسلیم خم کردیا۔

......☆......☆......☆......

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ سکھوں کی قوم میں سے ہونے کے باوجود توحید پرستی کے شیدائی تھے۔ چنانچہ اکیس سال کی عمر میں جب فوج کی ملازمت کے دوران آپؓ کا تعلق سردار سندر سنگھ صاحب سے ہوا تو انہوں نے آپؓ کو قبول احمدیت کی ترغیب دی۔ کئی بار دونوں کے درمیان مذہبی بحث بھی ہوئی جس میں ہمیشہ سردار صاحب ہی غالب رہتے کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ آخر میں نے ایک روز کہا کہ سردار صاحب! کہانیاں تو ہر مذہب میں موجود ہیں، آپ فی زمانہ اپنے دین میں کسی ایسے بزرگ کا نام لیں جو مقبول ایزد ہو، اُس کی دعائیں سنی جاتی ہوں اور معجزات ہوں۔ اُنہوں نے فوراً حضرت اقدس کا نام لیا اور آپؑ کے چند معجزوں کا ذکر کیا۔ چنانچہ مجھے جو پہلی رخصت گھر جانے کے لئے ملی، میں نے اُسی میں قادیان کی راہ لی اور تقریباً ایک ہفتہ وہاں قیام کیا۔ ایک روز حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے عرض کیا کہ کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میں حضرت صاحبؑ کی بیعت بھی کرلوں اور رہوں سکھ مذہب میں ہی۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں حضرت صاحب سے دریافت کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔ پھر جب حضرت مولوی صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت میں ذکر کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا، ہاں ہم ان کی بیعت لے لیں گے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں ایک ظہر کی نماز کے بعد آپؑ نے میری بیعت لی۔ پھر میں نے اپنے گاؤں

میں نماز بھی سیکھی اور درود و وظائف بھی پڑھتا رہا، کچھ دن حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا درس القرآن بھی سنا۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں کچھ پڑھتا پڑھتا سو گیا تو خواب میں اپنے آپ کو اندھا پایا۔ گھبرا کر اٹھا، ظاہری آنکھیں بخیریت تھیں، کچھ تسلی ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کارڈ تحریر کیا تو آپؑ نے جواب دیا کہ استغفار بہت پڑھا کرو اور دعا کرو، دین کی کمزوری پر دلالت کرنے والا خواب ہے۔ اس کے چند دن بعد میرے بھائیوں نے مجھے درس قرآن سے روک دیا۔

پھر حضورؑ کی دعا اور توجہ نے روز بروز احمدیت کی طرف میرے قدموں میں تیزی پیدا کردی اور دنیاوی ترقی کی میرے دل میں زیادہ حیثیت نہ پیدا ہوئی۔ گو میں چھپ کر نماز پڑھتا، رمضان کے روزے بھی رکھتا، جھٹکا کا گوشت نہ کھاتا لیکن دنیاوی زندگی میں نظر آنے والے انعامات مجھے اکثر پریشان کرتے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ آخر حضرت اقدسؑ کو خط لکھا کہ اگر میں موجودہ صورت میں دینی شعار کو پورا کرتا رہوں تو کیا یہ موجب نجات ہو سکے گی یا نہیں؟ جواب آیا نہیں۔ اور اس جواب نے سارے شکوک رفع کردیئے۔

آخر میرے ساتھیوں کو علم ہو گیا، تو انہوں نے پہلے خود سمجھایا، پھر افسر سے شکایت کی اور پھر مجھ پر غضب ٹوٹ پڑا۔ چنانچہ ۱۸۹۵ء میں ہی میں استعفیٰ دے کر قادیان پہنچ گیا۔ یہاں تمام پریشانیاں دور ہو گئیں اور خدا تعالیٰ نے ڈھارس دی۔ میرے بھائی، تایا، خسر اور دیگر عزیز مجھے سمجھانے اور واپس لے جانے آئے لیکن ناامید واپس گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تعلیم و تربیت کیلئے مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے سپرد کرتے ہوئے تاکیدی ارشاد فرمایا اور حضرت مولوی صاحبؓ نے جتنا بھی اُن کے بس میں تھا قرآن، حدیث، صرف، نحو، معانی وغیرہ سے استعداد بہم پہنچادی۔ جتنی کمی رہی وہ میری طرف سے رہی نہ کہ اُن کی طرف سے۔

میں ہائی سکول میں انتیس سال مدرس رہا، میں نے اپنی دنیاوی ترقی چھوڑی تو خدا خود میرا کفیل ہو گیا اور مجھے کبھی محتاج نہیں کیا۔ ایک بار اٹھارہ سال کی عمر میں آبائی رسم کے مطابق گورو گرنتھ صاحب کے سامنے سجدہ کیا تھا، اب بھی اپنی اس نازیبا حرکت کا خیال آنے پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے توحید سے دوری کی زندگی سے نجات بخشی اور اپنی ایمان افروز آوازوں، رؤیائے صالحہ اور کھلے کھلے مکاشفات سے بہرہ اندوز بھی رکھا۔ مجھے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ہی یقین ہو گیا گویا کہ میں اُس کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے پاتا ہوں۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کی پہلی شادی سکھ ہونے کی حالت میں ہوئی تھی، احمدی ہوئے تو اُس سے لاتعلقی کے بعد دوسری شادی ایک احمدی بیوہ سے ہوئی۔ ایک بیٹے میجر ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب اور تین بیٹیاں عطا ہوئیں۔

حضرت بھائی صاحبؓ کو حضرت اقدسؑ کے گھروں کا رات کو پہرہ دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ سفر جہلم (۱۹۰۳ء) اور سفر دہلی (۱۹۰۵ء) میں حضورؑ کی مشایعت کا شرف بھی حاصل رہا۔ ایک بار حضورؑ کے ارشاد پر آپؓ نے حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کی تیمارداری کمال ایثار و قربانی سے کی۔

حضرت بھائی صاحبؓ کی تحریر میں تاثیر، جاذبیت اور تصوف کی چاشنی ہے۔ آپؓ کے بیشمار مضامین شائع ہوئے۔ بطور مدرس اور بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کے بھی آپؓ خدمات بجالائے۔ تحریک شدھی کے دوران سفر آگرہ تک کے امیر مقرر ہوئے اور بعد ازاں ضلع متھرا میں خدمت بجا لائے۔ ۳۱ر جولائی ۲۳ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کی خدمات کو سراہا اور تعریفی کلمات کے ساتھ مبارکباد دی۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کی وفات ۹ر جولائی ۱۹۵۷ء کو بروز عید چوراسی سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶ر نومبر ۹۸ء میں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ (سابق جگت سنگھ) کا تفصیلی ذکر خیر مکرم ملک صلاح الدین صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

حضرت عبدالستار خانصاحبؓ

حضرت عبدالستار خاں صاحبؓ المعروف بزرگ صاحب کا تعلق خوست کے مشہور قبیلہ منگل سے تھا۔ آپؓ کے والدین علاقہ میں بہت معزز اور خداترس شمار ہوتے تھے۔ بچپن سے ہی آپؓ کی روح کی غذا عبادت الٰہی تھی۔ فرض کے علاوہ نوافل بھی کثرت سے پڑھتے تھے۔ ابتداءً آپؓ کا جھکاؤ فرقہ قادریہ کی طرف ہوا۔ جب آپؓ نے اپنے استاد سے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کا خوشکن الفاظ میں تذکرہ سنا تو حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے پاس چلے آئے اور اُن کے اعمال صالحہ اور طریقہ درس و تدریس دیکھ کر اُنہی کے گرویدہ ہو گئے اور وہیں مستقل دھونی رمالی۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کثرت سے اپنے درس میں اس بات کا ذکر فرمایا کرتے کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اور ساری علامات پوری ہو چکی ہیں۔

اسی اثناء میں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" پہنچی تو آپؓ نے خود اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے قابل اعتماد دوستوں کو جن میں حضرت مولوی عبدالستار خانصاحبؓ بھی شامل تھے، یہ کتاب پڑھ کر سنائی اور پھر آپؓ کو ہی تحقیقِ احوال کیلئے قادیان بھی بھیجا۔

حضرت مولوی صاحبؓ قادیان تشریف لائے اور کچھ مدّت قیام کیا اور پھر بیعت کر کے واپس حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحبؓ بھی قادیان تشریف لائے اور پھر اپنی جان اسی راہ میں فدا کردی۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی قربانی کے بعد احمدیوں کے لئے کابل کی سرزمین کانٹوں کی آماجگاہ بن گئی۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالستار خانصاحبؓ ۱۹۰۴ء میں قادیان تشریف لے آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آپؓ نے سلسلہ درس و تدریس جاری کیا اور خصوصاً افغانستان سے آنے والے دوست آپؓ کے حجرہ میں ہی تعلیم و تربیت حاصل کیا کرتے تھے۔ جماعت کے کئی جید بزرگ بھی آپؓ کے پاس تشریف لایا کرتے اور آپؓ کے درس کے ساتھ ساتھ اُس قہوہ سے بھی لطف اندوز ہوتے جو ہمہ وقت تیار رہتا۔

حضرت مولوی عبدالستار خانصاحبؓ خوش خصال اور خوب رُو تھے، صاحبِ رؤیا و کشوف تھے اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی آپؓ کو دعا کے لئے کہتے تھے۔ جب قادیان میں ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ بنایا گیا تو حکومت کا خیال تھا کہ لائن کو بہشتی مقبرہ سے متصل باغ کے ساتھ بچھایا جائے۔ اس سے حضرت مصلح موعودؓ بھی بہت متفکر تھے۔ حضرت بزرگ صاحبؓ نے کشف دیکھا کہ ریل گاڑی بہشتی مقبرہ کے پاس سے گزر رہی ہے۔ آپؓ نے اُسے ٹھوکر ماری تو وہ جس جگہ جا کر گری بعد میں اسی جانب ریلوے لائن بچھائی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کی اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ اس قسم کا ایمان و اخلاص عطا کیا تھا جو بہت کم لوگوں کو میسر آتا تھا...... ایسا مقام عطا فرمایا تھا کہ وہ صحیح الہام پاتے تھے۔

حضرت بزرگ صاحبؓ کے توکل کا مقام نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ آپؓ نے اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عبدالستار صاحب وہ بزرگ تھے جن کو بزرگ صاحب کہا جاتا تھا، بہت درویش مزاج اور سادہ منش بزرگ تھے۔ لیکن اس کثرت سے وحی اور کشوف ظاہر ہوتے تھے کہ ایسے وجود خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زندہ اعلان تھے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی آپؓ سے محبت کا اظہار اس ایک واقعہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ کسی نے یورپ سے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کوئی تحفہ بھیجا جسے آپؑ نے لوگوں میں تقسیم کیا مگر اس وقت بزرگ صاحبؓ وہاں موجود نہ تھے تو حضورؑ نے باقی لوگوں کی نسبت آپؓ کے لئے دوگنا حصہ رکھا۔

حضرت بزرگ صاحبؓ چارپائی پر بیٹھتے وقت قبلہ رو بیٹھتے۔ تنہائی میں عبادت میں مصروف رہتے اور مجلس میں درس و تدریس کے علاوہ خاموش رہنا پسند فرماتے۔ آپؓ کی رحلت سے قبل حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا دیکھا کہ کوئی شخص نہایت گھبرائے ہوئے الفاظ میں کہتا ہے دوڑو، دوڑو، قادیان میں ایک ایسا شخص فوت ہوا ہے جس کے فوت ہونے سے آسمان و زمین ہل گئے ہیں۔ آپؓ نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ واقعی آسمان ہل رہا ہے اور مکان بھی ہل رہے ہیں۔ گویا ایک زلزلہ آیا ہوا ہے۔ آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ یہ رؤیا انہی کے متعلق تھی جو پوری ہو گئی۔ آپؓ کے بارے میں ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ۱۱ر ستمبر ۹۸ء میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بعض خصوصی خدمات

ماہنامہ "خالد" سالانہ نمبر ۹۸ء میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر انتظام انجام دی جانے والی بعض خصوصی خدمات کی جھلکیاں پیش کی ہیں۔

۱۔ ڈرائیونگ کلب: یہ کلب حضرت مصلح موعودؓ کے اس ارشاد کی روشنی میں قائم کیا گیا ہے کہ "اگر مرکزی مجلس ایک موٹر خرید سکے تو یہ بہت مفید کام ہوگا۔ اس کے ذریعہ خدام کو موٹر ڈرائیونگ کا کام سکھایا جائے اور یہ بتایا جائے کہ موٹر کی عام مرمت کیا ہوتی ہے"۔ صرف گزشتہ دو برس میں ۲۲۶ر افراد اس کلب سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔

۲۔ کمپیوٹر سیکشن۔

۳۔ سمعی و بصری سیکشن۔

۴۔ ھائیکنگ کلب: یہ کلب ۱۹۹۱ء سے قائم ہے پہلے اس کا مرکزی دفتر پشاور میں تھا جو دو سال قبل ربوہ منتقل کیا گیا۔ گزشتہ دو سال کے عرصہ میں پاکستان کے مختلف اضلاع کے ۱۰۸ خدام نے کلب کی رکنیت حاصل کی اور ۳۰ گروپس میں شامل ۱۲۶ر خدام ہائیکنگ کے لئے گئے۔

۵۔ ویٹ لفٹنگ اینڈ باڈی بلڈنگ کلب۔

۶۔ مرکز عطیہ خون: یہ مرکز جولائی ۱۹۹۴ء میں قائم کیا گیا اور اکتوبر ۹۸ء تک اس کے ذریعہ ۲۱۵۴ر ضرورتمندوں کی مدد کی گئی جن میں سے ۸۳۹ر غیر از جماعت تھے۔

۷۔ سوئمنگ پول: عالمی معیار کے اس سوئمنگ پول سے اپریل سے اکتوبر تک سینکڑوں افراد مختلف شفٹوں میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۸۔ رائٹرز فورم: اس کلب کے زیر اہتمام خدام میں تحقیق کام کرنے اور مضمون لکھنے کا ملکہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس وقت ایک سو سے زیادہ خدام اس فورم کے ممبر ہیں۔

۹۔ ایوان محمود سپورٹس کلب: یہاں بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس مختلف شفٹوں میں کھیلنے کا انتظام موجود ہے۔

۱۰۔ ایمبولینس سروس: نومبر ۹۴ء سے اکتوبر ۹۸ء تک یہ سروس اندرونِ ربوہ ۱۱۷۳ر افراد کو مہیا کی گئی جن میں سے ۴۰۰ کو بالکل مفت اور ۷۲۴ سے رعائتی چارجز وصول کئے گئے۔ اسی طرح بیرون ربوہ ۶۹۸ر افراد کو سروس مہیا کی گئی جن میں سے ایک سو کو مفت اور ۱۷۶ر افراد سے رعائتی چارجز وصول کئے گئے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

02/07/99 - 08/07/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.

For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 2nd July 1999
17 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No. 4
00.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 180 Rec: 03.07.96 (R)
01.50 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 20.10.94 (R)
02.45 Urdu Class: (R)
04.35 Learning Arabic: Lesson No.47 (R)
04.55 Homoeopathy Class: Lesson No.46 (R) Rec: 22/11/94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No 4
06.50 QUIZ SEERAT-UN-NABI (SAW) NO.3 Host: Abdul Manan Tahir Sahib
07.30 Suraiky Programme: Friday Sermon with Siraiky translation Rec: 20.2.98
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.180 (R) Rec: 03.07.96
09.35 Urdu Class: Lesson No.467 (R) Rec: 10.03.99
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Hadith......
11.20 Bengali Service: In the Love of Holy Prophet Hadhrat Mohammad Episode No. 6
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.0 Friday Sermon: LIVE from London Rec: 02.07.99
14.00 Documentary: "A Trip to a Office to daily Alfazal"
14.25 Rencontre Avec Les Francophones
15.25 Friday Sermon: Rec: 02.07.99(R)
16.25 Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No.16
16.50 German Service: Quran And Bible
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: With Huzoor
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.181 Rec: 04.07.96
20.30 MTA Belgium: Introduction To Ahmadiyyat
21.25 Medical Matters: First Aid with Dr. Mujeeb-ul Haq Khan sahib
21.55 Friday Sermon: Rec: 02.07.99 (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 3rd July 1999
18 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Let's Learn Salat No 16
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 181 (R) Rec: 04.07.96
02.20 Friday Sermon: Rec: 03.07.99 (R)
03.20 Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 30.06.99
04.30 Computers for Everyone: Part 5
04.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilwat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt16
07.15 MTA Mauritius: The Character Of Holy Prophet (SAW). Part 1
08.14 Medical Matters: Firsdt Aid (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 181 Rec: 04.07.96
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 30.06.99
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Danish: Lesson No. 30
13.20 Computer for Everyone: Part 5
13.55 Bengali Service: Significance Of salat and Doa, Ideal life of Hadhrat Imam Mehdi
14.55 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 03.07.99
16.03 Quiz: khutbat-e-Imam
16.35 Hikayat e Shereen: Story No. 6
16.55 German Service :Schule und Dunn , Jihad
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class (New): With Huzoor Rec: 02.09.99
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.182 Rec: 09.07.96
20.45 Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.48
21.15 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 03.07.99
22.20 Various Programme

Sunday 4th July 1999
19 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children's Corner: Quiz khutbat-e-Imam
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.182 (R) Rec: 09.07.96
02.20 Canadian Horizon: Class No.5 With N. Mehdi
03.25 Urdu Class. Rec: 02.07.99
04.30 Learning Danish: Lesson No.30 (R)
04.50 Children's Class(New): With Huzoor (R) Rec: 03.07.99
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40 Children's Corner: Quiz khutbat-e-Imam (R)
07.20 Various Programme
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.182 (R) Rec: 09.07.96
09.50 Urdu Class (New): with Huzoor (R) Rec: 02.07.99
11.00 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No: 130
13.10 Friday Sermon: Rec: 02.07.99 (R)
14.15 Bengali Service
15.20 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 17.12.95
16.30 Children's Corner: with Huzoor
16.55 German Service:MTA Variete , Al Maida
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.45 Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 03.07.99
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.183 Rec: 10.07.96
20.50 Albanian Prog: Programme No.1
21.20 Dars ul Quran: No.17 Rec: 09.01.94
22.45 Mulaqat With Huzoor: Rec. 17.12.95 (R)

Monday 5th July 1999
20 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: with Huzoor
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No. 183 (R) Rec: 10.07.96
02.30 MTA USA Production: Seeratun Nabee Day at Baitul Rahman Mosque
03.00 Urdu Class(New): With Huzoor (R)
04.15 Learning Chinese: Lesson No: 30 (R)
04.45 Mulaqat With Huzoor: 17.12.95 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Children's Class (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07.15 Dars ul Quran: Lesson No.17 (R) Rec: 07.01.99
08.50 Liqa Ma'al Arab Session No. 183 (R) Rec: 10.07.96
09.50 Urdu Class(New): With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.23
13.10 MTA Sports: Badminton Semi-Final / Karachi Vs Lahore
13.35 Bangali Service
14.35 Homoeopathy Class: Lesson No.47 Rec: 28.11.94
15.55 Children's Corner: With Hazoor, Class No. 18
16.25 Children's Corner: Nazm Competition Of standard 3
16.55 German Service:Q/A with Huzur in Rudesheim 18.05.99
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: With Huzoor No. 469 Rec: 13.03.99
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.184 Rec: 11.07.96
20.55 Turkish Programme: Truth About Imam Mahdi, Programme No. 2
21.25 Islamic Teachings: Jurama Thebreere
22.25 Homoeopathy Class: Lesson No.47 (R) Rec: 28.11.94
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.23 (R)

Tuesday 6th July 1999
21 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.184 (R) Rec: 11.07.96
02.30 MTA Sports: Badminton Semi-Final / Karachi Vs Lahore
03.00 Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 13.03.99
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.23 (R)
04.50 Homoeopathy Class: Lesson No.47 (R) Rec: 28.11.94
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.30 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 19.12.97
07.40 Islamic Teachings: Jurama Thebreere®
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.184 (R) Rec: 11.07.96
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 469 Rec: 13.03.99
11.10 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.9
13.00 Friday Sermon Rec: 12.05.89
14.20 Bengali Service
14.50 Tarjumatul Quran Class No. 11 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.50 Children's Corner: Tarteel-Ul-Quran Lesson No.5
16.15 Children's Corner: Waqfeen e Nau Visit To a Paper mill
16.55 German Service :MTA Variety,........
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: With Huzoor Class No: 470 Rec: 17.03.99
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.185 Rec: 16.07.96
20.45 Norwegian Service: Contemporary Issue No: 12
21.20 Hamari Kaenat: No.6
21.50 Tarjumatul Quran Class No. 11 (R)
22.50 Learning Swedish: Lesson No.9 (R)
23.15 Speech: Seerat Hadhrat Hakeem Mohammad Ismail Sahib

Wednesday 7th July 1999
22 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.45 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class No. 5 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.185 (R) Rec: 16.07.96
02.05 From the Archives: Friday Sermon (R) Rec: 12.05.89
03.20 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 470 Rec: 17.03.99
04.35 Learning Swedish: Lesson No.9 (R)
04.55 Tarjumatul Quran Class No.11 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.40 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class No. 5 (R)
07.00 Swahili Service: Friday Sermon Rec: 17.05.96
08.15 Hamari Kaenat: No. 6 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.185 (R) Rec: 16.07.96
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 470 Rec: 17.03.99
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning German: Lesson No.11
13.10 Tabarukaat: Speech by Late Maulana Abul Ata Sahib, Jalsa Salana, Rabwah, 1964
14.10 Bengali Service: F/S, Rec: 16.10.98 With Bengali Translation
15.10 Tarjumatul Quran Class No.12
16.10 Children's Corner: Guldasta No.5
16.55 German Service:Reise ins Licht........
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: With Huzoor Class No. 471 Rec: 19.03.99
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.186 Rec: 17.07.96
20.30 French Programme: Source de Lumiere No.2
21.20 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.35 MTA Lifestyle: Perahan Sewing Lesson No. 1
22.10 Tarjumatul Quran Class No 12(R)
23.10 Learning German: Lesson No.11 (R)

***Thursday* 8th July 1999**
23 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Guldasta No.5 (R)
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.186 (R) Rec: 17.07.96
02.25 Canadian Horizon: Speech J/S 98
03.25 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 471 Rec: 19.03.99
04.25 Learning German: Lesson No.11 (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class No 12
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.5 (R)
07.10 Sindhi Program: Friday Sermon, Rec: 02.01.98
08.10 MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.20 MTA Lifestyle: Sewing Lesson No. 1
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.186 (R) Rec: 17.07.96
09.55 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 471 Rec: 19.03.99
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic:
12.55 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 21.10.95 Part 1
13.45 Bengali Service: Quiz Contest
14.10 Bengali Service: A reply to allegations about Ahmadiyyat No. 7 Rec: 26.01.94
14.50 Homoeopathy Class: Lesson No.48 Rec: 29.11.94
16.05 Children's Corner: Tarteel-ul- Quran Class no. 6
16.20 Children's Corner: Programme Waqfeen-e-nau No.4
16.55 German Service: Hadsch.........
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.35 Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 473 Rec: 24.03.99
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.187 Rec: 18.07.96
20.50 Speech
21.25 Quiz Seerat-un-Nabi (SAW) No.4
22.05 Homoeopathy Class: Lesson No.48 (R) Rec: 29.11.94
23.15 Learning Arabic: R)
23.30 Urdu Adab ka Ahmadiyya dabistan

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, July 2, 1999 | Issue No. 27

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

علماء کے روپ میں بندگانِ سیم وزر

ماہنامہ" العلماء "لاہور طاہر القادری کی سیاسی تنظیم "منہاج القرآن" کا ترجمان ہے جس نے قلم کی فسوں کاری اور کرشمہ سازی سے قادری صاحب کو "حضرت شیخ الاسلام" کے کاغذی منصب پر بٹھار کھا ہے۔ عہد حاضر کا ہر ملا اپنی دکانِ مشیخت کو پرکشش اور دلآویز بنانے کے لئے کسی نہ کسی مادّی سرکار کی توصیف کا وظیفہ خوار ہے اور اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔ بایں ہمہ ماہنامہ کے مدیر جناب محمد الیاس اعظمی اپنے خود ساختہ "حضرت شیخ الاسلام" کے دفاع کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے چنانچہ دسمبر ۱۹۹۸ء کے اداریہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک طرف یہ صورت حال ہے دوسری طرف ہمارے علماء کے روپ میں کچھ بندگان سیم وزر ایسے بھی ہیں جو اسلام کے صحیح فہم اور عالمی سیاسی حالات سے آگاہی نہ رکھنے کے باعث بغیر کسی غور وفکر کے حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے کو ہی خدمت اسلام سمجھے ہوئے ہیں۔ علماء کا یہ طبقہ آنکھیں بند کئے شخصی آمریت کے قیام کے لئے حکومت کے اس اقدام میں نہ صرف اس کے ممد و معاون بنے ہوئے ہیں بلکہ وہ خود کو "شارع" کے مقام پر فائز سمجھتے ہوئے شریعت بل سے متعلق تحفظات رکھنے والے علماء بالخصوص پروفیسر طاہر القادری کو کافر تک قرار دے رہے ہیں۔ ہم علی وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ان "فتاویٰ" کا مقصد حاکم وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ لوگوں نے شریعت کا مطالعہ تو در کنار اس کی "زیارت" بھی نہیں کی ہو گی"۔

مدیر "العلماء" نے اپنے اداریہ میں بندگان سیم وزر ملاؤں کی جو قلمی تصویر کھینچی ہے وہ سو فیصدی ان کے مبینہ "حضرت شیخ الاسلام" پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ:

اول......: اس شخص کی قرآن مجید سے جہالت اور بے بصیرتی اس حد تک جا پہنچی ہے کہ "سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت" کے موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر کی طرف اشارہ تک کرنے کی توفیق سے محروم رہا ہے۔

دوم......: یہ وہ "شیخ الاسلام" ہے جس نے مودودی کی طرح صحیح مسلم کے حوالہ سے "العاقب" کی تشریح کے طور پر "الذی لیس بعدہ نبی" کے الفاظ حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف منسوب کئے حالانکہ یہ زہری کا قول ہے۔ آنحضرتؐ نے "العاقب" کی تفسیر یہ فرمائی ہے "الذی لیس بعدہ احد" (مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ) یعنی جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ جو شخص نبوت کے بیان فرمودہ ان بصیرت افروز معنی کو خاطر میں نہیں لاتا اور زہری کے قول کو حدیث نبوی کے نام سے پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے اس کا شریعت اسلام سے کیا تعلق؟

(ملاحظہ ہو رسالہ عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۴ اشاعت اکتوبر ۱۹۸۸ء)

سوم......: سورۃ نور کی آیت استخلاف میں خلافت کے آسمانی نظام کی پیشگوئی کی گئی ہے جس کے اولین مصداق خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ یہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہی کی برکت تھی کہ تیس برس تک حقیقی اسلامی حکومت کے انوار سے دنیا جگمگا اٹھی جس کے بعد ملوکیت کی تاریکیاں چھا گئیں۔ مگر ان "حضرت شیخ الاسلام" نے "یستخلفنھم فی الارض" کا یہ ترجمہ نہیں کیا کہ انہیں وہ زمین میں خلیفہ بنائے گا بلکہ اپنے اقتدار پرست ذہنیت کے سانچے میں کلام اللہ کو ڈھال کر اس آیت کے اردو میں جو معنی کئے ہیں وہ یزید کی حکومت پر بھی چسپاں ہو سکتے ہیں اور مغرب کی دجالی اقوام پر بھی اور وہ یہ ہیں:

"وہ انہیں زمین میں مستحق اقتدار بنائے گا"

(سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل صفحہ ۱۷ بحوالہ "پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ" صفحہ ۱۱۴ مؤلفہ مفتی غلام سرور قادری ناشر مکتبہ مصباح القرآن غوثیہ رضویہ ٹرسٹ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور طبع دوم اپریل ۱۹۸۸ء)

مدیر "العلماء" کے "حضرت شیخ الاسلام" کا یہ ترجمہ دراصل "قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا محمد عنایت اللہ المشرقی (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۶۴ء) کا "فیضان کرم" ہے نہ کہ "علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی قدس سرہ" کی نظر التفات کا۔

چنانچہ مشرقی صاحب نے اپنی بدنام زمانہ کتاب "تذکرہ" میں طاہر القادری کی ولادت (۱۹؍ فروری ۱۹۵۱ء) سے کم وبیش بیس سال قبل لکھا کہ:

"استخلاف فی الارض جس کا وعدہ خدائے پاک نے بلا قید وقت مسلمانوں سے کیا...... تمام روئے زمین یا اس کے **بڑے سے بڑے حصہ پر کامل سیاسی اقتدار اور مکمل اجتماعی اور اقتصادی غلبے کا نام ہے**"۔

(صفحہ ۳۸۔ ناشر الحاج محمد سرفراز خان متولی و منتظم علامہ ٹرسٹ)

چہارم......: "حضرت شیخ الاسلام" بلاشبہ اپنے درس قرآن میں اس فرمانِ خداوندی کا ضرور تذکرہ کرتے ہیں کہ:

"ولا تقولوا لمن القی الیکم السلٰم لست مومنا" (النساء:۹۴) اور **جو شخص تم کو سلام کرے تو اس سے یہ مت کہو کہ تو مسلمان نہیں**"۔ (لااکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ صفحہ ۵۰۔ ناشر ادارہ منہاج القرآن لاہور۔ اشاعت اول ستمبر ۱۹۸۸ء)

اس آیت کی روشنی میں وہ اپنے درس میں موجودہ علماء ظواہر کے انداز تبلیغ کا یہ افسوسناک رخ بھی پیش کرتے ہیں کہ:

"آج ہماری ساری کاوشوں کا مدار صرف اس نقطہ پر ہوتا ہے کہ کسی شخص کا کہیں سے کافر ہونا ثابت ہو جائے اور ہم اس کے کفر کا فتویٰ صادر کر کے اپنے "تبلیغ دین" کے فریضے سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ ہم اپنی پوری تبلیغی مساعی کا زور اس پر منحصر رکھتے ہیں کہ پوری زندگی کسی ایک شخص بالخصوص **کسی عالم دین کو کافر بنادیں یا کسی نہ کسی طرح اس کا کفر ثابت ہی کر دیں۔**

عجب واعظ کی دینداری ہے یارب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

کتنے افسوس کا مقام ہے اور دین کے ساتھ کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، بزرگان دین اور دیگر صلحاء امت رحمہ اللہ علیہم کی تعلیمات تو بتاتی ہیں کہ حتی المقدور کسی کافر کو مومن بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ کمزور ہی سہی مگر کسی کو بھی دائرہ اسلام میں لے آئے تو عنداللہ فریضہ دعوت دین ادا ہو گیا۔ مگر آج کا مبلغ اور دعوت دین حق کا دعویدار اپنی ساری توجہ غیر مسلم کو حلقہ ایمان واسلام میں داخل کرنے سے زیادہ **ایک مسلمان، مومن کو کافر بنانے پر مرکوز کر رہا ہے۔**

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا"

(لااکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ صفحہ ۵۰۔۵۲)

اس درس سے (جو اواخر ۱۹۸۰ء سے جاری ہوا) جس قدر جذبہ خلوص اور اشاعت اسلام کا ذوق وشوق اور غیر معمولی ولولہ ٹپکتا ہے، اسی قدر زور شور اور شدومد سے یہ "حضرت" خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف فتنۂ تکفیر کے شعلے بھڑکا رہے ہیں اور اس کے لئے "آتشیں اسلحہ" حکومت کے انہی حاشیہ بردار دیوبندیوں اور احراریوں ہی سے حاصل کیا ہے جو شریعت سے بے بہرہ اور مدیر "العلماء" کی رو سے بھی "بندگان سیم وزر" ہیں۔ مجلس احرار کے ایک سابق سیکرٹری سیفی کاشمیری کا حلفیہ بیان ہے کہ:

"خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے قطعی اور یقینی طور پر کہتا ہوں کہ مجلس احرار کی مرزائیت یا قادیانیت کے خلاف تمام تر...... جدوجہد اور قادیان کے خلاف یہ سب پراپیگنڈا محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے اور کونسل کی ممبری کے لئے ان سے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ہے۔...... میرا یہ بیان محض ایک خیال یا نتیجہ نہیں جو واقعات سے اخذ کیا گیا ہو بلکہ میں نے خود احرار کے بڑے بڑے لیڈروں کو بارہا یہ کہتے سنا کہ حصول مقصد کے لئے قادیانیوں کے خلاف پراپیگنڈہ ایک ایسا ہتھیار ہمارے ہاتھ میں ہے جس سے ہم تمام مخالفتوں کو دور کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مالی یا انتخابی مشکل اس سے حل ہو سکتی ہے۔

(بحوالہ الفضل ۳۰؍ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۹)

حد یہ ہے کہ طاہر القادری کو یہ مسلّم ہے کہ "کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں کلمہ گو منافق اور کافر ہے اپنے آپ کو **خدا اور رسول کی مسند پر بٹھانے کے مترادف ہے**"۔

("فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" صفحہ ۷۲۔ از طاہر القادری۔ ناشر ادارہ منہاج القرآن لاہور طبع سوم ۱۹۸۸ء)

حضرت مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"اکابرین میں سے کسی نے دیکھا کہ ابلیس لعین فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور دلوں کو بہکانے سے بے فکر ہے۔ اس بزرگ نے اس لعین سے اس کا راز دریافت کیا تو **شیطان نے جواب دیا کہ علماء سوء اس وقت میرے اس کام میں میری زبردست مدد کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے اس مہم سے فارغ کر دیا ہے**"۔ امام ربانی اردو ترجمہ۔ دفتر اول حصہ اول صفحہ ۱۲۰ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔ طبع اول آفسٹ ایڈیشن ۱۹۷۰ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔